امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب

جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کے بیسویں جلسہ سالانہ سے خطاب فرما رہے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ہجرت ۱۳۶۴ ہش

مئی ۱۹۸۵ء

جلد ۳۲ ، شمارہ ۵

مدیر: منیر احمد جاوید

نائب مدیر: عبد السمیع خان

معاونین: محمود احمد شاد، محمد عثمان شاہد، مشہود احمد ظفر

اس شمارہ میں

انشائیہ، سوغات، آگے قدم بڑھائے جا
نیز طب و صحت اور بہت کچھ۔

قیمت سالانہ: ۲۵ روپے

ماہانہ: ۲ روپے ۵۰ پیسے

ممالک بیرون: ۱۵۰ روپے

پبلشر: مبارک احمد خالد پرنٹر: سید عبدالحی مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ رجسٹرڈ نمبر: ایل ۵۸۳۳

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ کتابت: محمود انور

اسکو فنا نہیں ......!!
وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بُتوں میں پاتے ہو اسمیں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو ، بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستان سرا نہیں

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی
اپنی جماعت کو نصائح

؎ گالیاں سن کر دعا دو پاکے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

فرمایا:- "تم جو میرے مرید ہو۔ مخالفوں کی دُکھ دہی کے مقابلہ میں صبر کرو اور حلم اختیار کرو اگر کوئی تمہیں گالی دے تو چُپ کرو۔ بلکہ یہ لوگ تمہیں زدوکوب کریں۔ تب بھی خاموش رہو۔ خود انتقام نہ لو۔ صرف دعا کرو۔ اگر خدا کی طرف سے دل سخت نہ ہوتے۔ تو یہ لوگ کیوں تمہارے ساتھ سختی کرتے۔ اگر ہماری جماعت مخالفوں کے مقابلہ میں انکو مارنے کے واسطے تیار ہو جاوے تو پھر اُن میں اور اِن میں کیا فرق ہوگا۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ بدی کرنیوالے کے ساتھ نیکی کرو۔ ... تمہارے ساتھ بھی کوئی بدسلوکی کرے تو تم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑو۔ اور بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ بار بار تم مجھ سے یہ نصائح سنو اور پھر عمل نہ کرو ہنگامہ پردازی سے بچو۔ دشمنوں کے ساتھ نرمی کرو۔ اور خدا سے دعا کرتے رہو۔ لیکن یاد رکھو کہ دعا تقویٰ سے قبول ہوتی ہے۔ تقویٰ دو قسم کا ہے۔ ایک علم کے متعلق اور ایک عمل کے متعلق۔ اگر انسان متقی نہ ہو تو اُسے دینی علوم حاصل نہیں ہو سکتے۔ اگر اعمال میں انسان متقی نہ ہو تو اس کے تمام اعمال نماز، روزہ حج، زکوٰۃ سب ناقص رہتے ہیں۔ خدا کو واحد لاشریک جانو۔ اور تمام مخلوق کے ساتھ احسان کرو۔ جو شخص صرف اپنے بھائیوں پر احسان کرتا ہے اسمیں کوئی فضیلت نہیں۔ چاہیئے کہ سب پر احسان کرو۔ جو لوگ تمہارا دل دکھاتے ہیں ان پر بھی احسان کرو...... بدی کا ارادہ ہرگز کسی کے ساتھ نہ کرو۔ خدا نے اب عدالت اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ اس واسطے تمہیں نہیں چاہیئے کہ تم عدالت کو اپنے ہاتھ میں لے لو۔ ابھی تم کو دین کے واسطے بہت دکھ اٹھانا پڑیگا۔ سارے دُکھوں کو صبر کیساتھ برداشت کرو۔ وہ آدمی اچھا نہیں جسکی زبان بے باکی کے ساتھ تیز چلتی ہے جس طرح کہ بُک ٹوٹ جاتا ہے۔ دیندار کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرے۔ اگر

سلسلہ لڑائی شروع ہو جائے تو بات کے بالمقابل باتیں کہتے ہوئے معاملہ دور تک پہنچتا ہے۔ پس تم پہلے ہی سے پرہیز کرو۔ نہ کسی سے لڑو۔ نہ جھگڑو۔ جو لوگ گالیاں دینے والے ہوں۔ ان کے پاس سے چپکے گزر جاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اذا مرّوا باللغو مرّوا کراما۔ خدا کے سچے مخلص بن جاؤ۔ خدا بے خبر نہیں اس کو ہر بات کی خبر ہے۔ جہاں دو ہوتے ہیں۔ وہاں تیسرا خدا انکو دیکھتا ہے۔ اور جہاں تین ہیں اس جگہ چوتھا خدا بھی موجود ہے۔ اگر تمہارے نفسانی جوش غالب رہیں۔ اور تم بھی دوسروں کی مانند بدزبانی کرو۔ اور یہی خواہش کرو کہ ہمارے ارادے پورے ہو جائیں تو پھر تم میں اور دوسروں میں کیا فرق ہوگا؟ ایسا نمونہ دکھلاؤ کہ مخالف شرمندہ ہو جائے۔ نیکی کے ساتھ دشمن کو شرمندہ کرو۔ خدا نے ہمیں یہی فرمایا ہے کہ امن کے ساتھ اور نرمی کے ساتھ اپنا کام کریں۔ ساری مصیبتیں بلائیں برداشت کرو۔ اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ یقیناً سمجھو کہ جو شخص ہر ایک حملہ کے وقت صبر کرتا ہے۔ اور انتقام کو خدا پر چھوڑتا ہے۔ خدا اس پر نظر رکھتا ہے اور اس کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ دنیا اگر تم پر ہنسی کرے۔ تو بے شک کرے تم دنیا کی ہنسی کی پرواہ نہ کرو اور یاد رکھو کہ خدا پرانا نہیں ہو گیا اور نہ بوڑھا ہو کر پیر فرتوت ہو گیا ہے۔ بلکہ وہی قادر و توانا خدا ہے جو موسیٰؑ کے وقت میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا۔ اس کی طاقتوں میں کچھ فرق نہیں آگیا۔ یاد رکھو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے جو اس پر عمل نہ کرے وہ میری جماعت میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ عملی خوب جانتا ہے۔ بہت لوگ شکایت کے رنگ میں خط لکھتے ہیں کہ ہم فلاں (خانہ خدا) سے نکالے گئے۔ ایسے موقع پر صبر کرنا چاہیئے۔ اگر تم دشمنوں سے مار کھاتے ہو تو صحابہ رضؓ کی طرف نظر کر کے دیکھو۔ کہ ان کے تو خون گرائے گئے تھے۔ دیکھو انسان خدا کو کس طرح راضی کر سکتا ہے۔ اس کی رضامندی کی راہ کے واسطے صحابہ کرام رضؓ کا اسوۂ حسنہ اختیار کرو۔ کس طرح وہ دین کے لئے دنیا سے باہر ہو گئے تھے۔ انسان کو بڑا جوش مال۔ عزت۔ اولاد کے واسطے ہوتا ہے۔ مگر صحابہ رضؓ نے عزت آبرو اور مال سب کو برسر طاق رکھدیا اور دراصل کوئی شخص عزت کو پا نہیں سکتا جب تک کہ آسمان سے اس کو عزت نہ ملے۔ سچی اور پاک عزت خدا سے ہی ملتی ہے۔ تم انبیاء سے بڑھ کر نہیں۔ دیکھو نبیوں کو کیسے کیسے دکھ دیئے گئے۔ کیسے برے الفاظ ان کے حق میں بولے گئے۔ ناپاک لوگوں نے آنحضرتؐ کے سر پر گند اور نجاست سے بھری ہوئی چیزیں پھینکیں۔ مگر آپؐ نے صبر کیا۔ خدا فرماتا ہے کہ اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو اس نبی کا اتباع کرو۔ دیکھو اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو رسولؐ کے پیچھے چلو۔ اس میں شک نہیں کہ مشتعل ہو جانا ایک عام فطرت ہے۔ مگر جو

شخص اس پر ترقی نہیں کرتا وہ جانور ہے ۔ تم کو جو دُکھ اور گالیاں دی جاتی ہیں وہ کچھ چیز نہیں۔ اسکی ہرگز پرواہ نہ کرو اور انسانوں کے راضی رکھنے کے پیچھے نہ پڑو ۔ بلکہ اپنے خدا کو راضی کرو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا یہی مضمون ہے ۔ اگر تم لوگوں کو راضی رکھنے کے واسطے مداہنت سے پیش آؤ گے ۔ تو اس میں تم کو ہرگز کامیابی نہیں ہوگی ۔ اگر خدا راضی ہو جائے تو انسان کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ ضروری امر ہے ۔ ہر ایک جو سنتا ہے ۔ غور سے سُنے ۔ اور دوسروں کو سناوے ۔ خود دعائیں لگے رہو ۔ کہ تمہارا ہتھیار دعا ہی ہے ۔ دنیا میں جس قدر پاپ ، گناہ اور معصیت ہے تم اس کو وعظ اور تدبیر کے ساتھ دُور نہیں کر سکتے ۔ اس مصیبت کو دور کرنے کیلئے ہر ایک حیلہ بیکار ہے ۔ صرف دُعا کے ساتھ تم ان مشکلات کو دور کر سکتے ہو ۔ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے ۔ اس زمانہ میں لوگوں کے خیالات کو نیکی اور پاکیزگی کی طرف پھیرنا ایک بڑا انقلاب چاہتا ہے ۔ یہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ کہ اتنا بڑا انقلاب پیدا کرے ۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کرو ۔ عام لوگوں کی عادت ہے کہ صرف دنیا کے واسطے دعائیں کرتے ہیں ۔ وہ دُنیا کے کیڑے ہیں ۔ اوّل دُعا دین کے واسطے ہے ۔ اور اصل دین دُعا میں ہے ۔ یہ خیال نہ کرو کہ ہم گنہگار ہیں ۔ ہماری دُعا کیونکر قبول ہوگی ۔ انسان خطا کرتا ہے ۔ مگر دعا کے ساتھ آخر نفس پر غالب آجاتا ہے ۔ اور نفس کو پامال کر دیتا ہے ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ قوت بھی فطرتاً رکھ دی ہے ۔ کہ وہ نفس پر غالب آجائے ۔ دیکھو پانی کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ آگ کو بجھاوے ۔ پس پانی کو کیسا ہی گرم کرو ۔ اور آگ کی طرح کرو ۔ پھر بھی جب وہ آگ پر پڑیگا تو ضرور ہے کہ آگ کو بجھاوے ۔ جیسا کہ پانی کی فطرت میں برودت ہے ۔ ایسا ہی انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے ۔ ہر ایک شخص میں خدا تعالیٰ نے پاکیزگی کا مادہ رکھدیا ہوا ہے ۔ اس سے مت گھبراؤ ۔ کہ ہم گناہ سے ملوّث ہیں ۔ گناہ اس مَیل کی طرح ہے ۔ جو کپڑے پر ہوتی ہے ۔ اور دُور کی جاسکتی ہے ۔ تمہارے طبائع کیسے ہی جذباتِ نفسانی کے ماتحت ہوں ۔ خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کرتے رہو ۔ تو وہ ضائع نہ کریگا ۔ وہ حلیم ہے اور غفور الرّحیم ہے ۔ ”

(ملفوظات)

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

مل جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے

منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے

چھوٹے کبھی نہ جامِ سخاوت خدا کرے
ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے

راضی رہو خدا کی قضاء پر ہمیش تم
لب پہ نہ آئے حرفِ شکایت خدا کرے

پایاب ہو تمہارے لیے بحرِ معرفت
کھل جائے تم پہ رازِ حقیقت خدا کرے

ہر گام پہ فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہو تمہارے ساتھ
ہوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(کلام محمود)

●

(مرسلہ: سہیل احمد ثاقب۔ بشیر آباد سندھ)

●

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مشاہیر عالم کی نظر میں

مکرم حافظ فرید احمد صاحب خالد
ربوہ

ولد آدم سید الانبیاء والاصفیاء

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کائنات کی علت غائی ہیں۔

آپؐ کے مقدس وجود سے ہی یہ عالم رنگ و بو منصۂ شہود پر آیا۔ آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپؐ امنِ عالم کے داعی ہیں۔ آپؐ ہی سلامتی کے شہزادہ ہیں۔ آپؐ کا وجود مجسم شفقت و محبت ہے۔ آپؐ رواداری اور آزادیٔ ضمیر کے عظیم علمبردار ہیں۔ عرش معلّیٰ پر خدائے ذوالجلال اور ملائکہ آپ کے لئے مدح سرا ہیں۔ قرآن کریم نے آپکی عظمت کو یوں بیان فرمایا۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

آپؐ خلق عظیم پر فائز تھے۔ تمام اعلیٰ صفات اور کمالات آپؐ کے مطہر اور مقدس وجود میں پائے جاتے ہیں۔ آپؐ مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ، قوتِ قدسیہ اور شفقت و محبت کے بے پناہ جذبہ نے ایک انقلاب حقیقی برپا کر دیا۔ صدیوں کے بگڑے ہوئے مصلح اعظم کی پاکیزہ تعلیم کے باعث جہالت اور تاریکی سے نکل کر علم و معرفت کے نور سے منوّر ہو گئے۔

عاشق تو عشق کا اظہار کیا ہی کرتے ہیں۔ یہاں پر بعض شہادات اس نوع کی پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام مخالفوں اور دشمنوں اور غیر اقوام کی نگاہ میں کیا تھا۔

وللہ درّ القائل : ؎

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نور جبیں
پھر اس پہ وہ اخلاقِ اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خُلقِ کامل زہے حُسنِ تام
عَلَيْكَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ السَّلَامُ

اب چند اقتباسات ملاحظہ ہوں :

○۔ مسٹر موتی لال صاحب ماتھر ایم اے کانپور نے اپنے ایک محققانہ مضمون میں بڑی حیرت و استعجاب کے رنگ میں یہ اظہار کیا :۔

" پیغمبر اسلام نے توحید کی ایسی

تعلیم دی۔ جس سے ہر قسم کے توہمات کی جڑیں کھوکھلی ہوگئیں اور ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں اور خدا کے سوا ہر قسم کا خوف دلوں سے نکل گیا ...... دوسری چیز مسلمانوں میں اتحاد و اخوت کا پیدا کرنا تھا"

پھر قرآن و حدیث سے اخوت کی تعلیم کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"یہ تھی وہ تعلیم اخوت جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کے اندر وہ لازوال اور ناقابلِ شکست طاقت پیدا کر دی تھی کہ انہوں نے چند دنوں کے اندر نصف دنیا کو فتح کر ڈالا حقیقت یہ ہے کہ کسی مذہب نے باہمی اخوت و محبت کی ایسی تعلیم نہیں دی"

(برگزیدہ رسول صـ ۸۶-۸۷ بحوالہ رسالہ مولوی۔ دہلی)

- ● آزاد خیال کاؤنٹ ٹالسٹائی جو انقلاب روس کا بانی اول سمجھا جاتا ہے۔ جس کے مضامین مہذب دنیا میں خاص عزت و توقیر کی نظر سے پڑھے جاتے ہیں۔ اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے:

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبائل عرب میں وحدانیت کا پاکیزہ تخم بویا۔ ان کے افکار کو روشن اور بصیرت کو منور فرما کر یکتا و برتر خدا کی معرفت کا سبق پڑھایا تو ان کے تمام بُرے اخلاق خوبیوں سے بدل گئے۔ ان کے طبائع نرم، قلوب گداز اور عادات اصلاح پذیر ہو گئیں ..... حضرت محمدؐ نے عربوں کو تمام امور نامشروعہ سے روکا اور خدا کی عبادت کی پاکیزہ تعلیم دی۔ اخوت، ہمدردی اور مساوات کے سبق سے ان کے دلوں کو لبریز کر دیا۔ اور انتقام کو حرام اور خونریزی کو ممنوع قرار دیا۔ حضرت محمدؐ کی مذکورہ بالا تعلیم اس امر کی مظہر ہے کہ آپ دنیا میں ایک مصلح عظیم بن کر آئے تھے۔ اور آپ میں ایک ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی جو قوت بشری سے بہت زیادہ ارفع و اعلیٰ تھی" (برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول صـ ۲۱-۲۳ - بحوالہ اسوۃ النبیؐ)

- ● جارج سیل لکھتا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے۔ شکل میں نہایت ہی خوبصورت، فہیم اور دُور رس عقل والے پسندیدہ و خوش اطوار، غرباء پرور، ہر ایک سے متواضع، دشمنوں کے مقابلہ میں صاحب استقلال و

شجاعت، سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کا نام نہایت ادب و احترام سے لینے والے، جھوٹی قسمیں کھانیوالوں، زانیوں، سفاکوں (خونیوں) جھوٹی تہمت لگانیوالوں، فضول خرچی کرنیوالوں لالچیوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے خلاف نہایت سخت، بردباری و صبوری، صدقہ و خیرات، رحم و کرم، شکر گزاری، والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنیوالے اور خدا کی حمد و ثنا میں نہایت کثرت سے مشغول رہنے والے تھے"

(انگریزی ترجمہ قرآن جارج سیل بحوالہ محمد رسول اللہ ص۲۵)

-● مسز اینی بیسنٹ نے بڑی جرأت و صداقت سے مدراس کی ینگ مین کریسنٹ سوسائٹی کے اجلاس میں بیان کیا:

"... یہ وہ انسان تھا جس نے پرلے درجے کے وحشی انسانوں کو بدترین زندگی سے نکال کر صداقت شعار انسان بنا دیا ..... غیر معمولی حلم، فیاضی اور تحمل و بردباری حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خصائلِ عالیہ کے چند درخشاں پہلو ہیں۔ آپکی شرافت اور حلیمی ہی آپکی اصل طاقت تھی"

(برگزیدہ رسول ص ۴۵-۴۶)

-● ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ میں مسٹر کارلائل لکھتے ہیں۔

" بانیٔ اسلام کے ناقابل انکار فضائل کا انکار انصاف کا خون کرنا ہے۔ اور حق پسندی کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگانا ہے۔ ہمارے خیال میں سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود جن کا مرتبہ انسانی عظمت کی بلندیوں سے کہیں ارفع ہے۔ دنیا کی باعظمت ہستیوں میں فضائل و صفات کے لحاظ سے بے مثال ہے آپکی ذات خلوص و صداقت اور سچے اعتقادات کا خزانہ ہے۔ آپکا ہر فعل تصنّع اور تکلّف سے مبرّا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ کا کلام وحی آسمانی تھا۔ ایسی مقدّس ہستی کا وجود خالقِ کائنات کے وجود کی ایک زبردست اور روشن دلیل ہے۔ آپ کا دماغ علم و معرفت کا خزانہ اور حکمت و فضیلت کی کان ہے ...... آپکی مقدس سیرت کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ بچپن ہی سے راستباز اور امین تھے۔ آغازِ شباب سے آخر جوانی تک پاکبازی، زُہد و تقویٰ و عفاف کا ایسا نمونہ پیش فرمایا جس کی مثال مقدس تاریخ پیش نہیں کر سکتی" (محمد رسول اللہ ص۵)

-● مسٹر اے آر وادیہ بار ایٹ لاء پروفیسر مہاراج کالج میسور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اقرار یوں کرتے ہیں:

حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ نسلِ انسانی میں سے عظیم الشان انسان تھے... وہ عرب جو کسی زمانہ میں متخاصم اقوام میں منقسم تھے۔ آپکی بعثت نے انہیں متحد کر دیا۔ آپ نے ان میں اپنے حقوق کی نگہداشت اور مخالفین تک دعوتِ حق پہنچانے کی رُوح پیدا کر دی ..... وہ عرب جنہیں طبقۂ نسواں کی زندگیوں کی کوئی قدر و منزلت

نہ تھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں عزت اور خودداری کا ایک چارٹر مرحمت فرمادیا اور اس عطیۂ الہٰی سے فرقہ ذکور و صنفِ نازک اور بے کس غلاموں تک سب کے سب مستفیض ہوئے .... جس مذہب کی حضرت رسالت مآبؐ کے وقت نشر و اشاعت ہوئی وہ ایک دلکش اور دلربا مذہب تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکھڑ وحوش عرب، دنیا کی تہذیب کے علمبردار ہو گئے۔"

(برگزیدہ رسول صفحہ ۵۰-۵۱)

"نہ صرف بنی نوع انسان تک آپؐ کی شفقت اور محبت محدود تھی بلکہ عالمِ حیوانات تک اس محبت اور شفقت کا دائرہ وسیع تھا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ آپ خلوص و محبت کا سرچشمہ تھے تو بے جا نہ ہوگا۔"

(برگزیدہ رسول صفحہ ۵۴-۵۵)

●۔ رسالہ ایمپائر ریویو کے ایک غیر مسلم مضمون نویس نے لکھا:

"پیغمبر عرب حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے ہر مسلم مرد اور ہر مسلم عورت کو مناسب طور پر تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک لحاظ سے دوسری قوموں کے پیشواؤں سے بڑھ گئے ہیں کہ آپ نے مسلم عورتوں کو دوسرے حقوق کے ساتھ شرعی حقوق بھی دیئے ہیں جن سے دوسری مشرقی اقوام کی عورتیں اب تک محروم ہیں اور مغربی ممالک کی عورتیں اب سے نصف صدی پیشتر محروم تھیں۔"

(برگزیدہ رسول صفحہ ۶ بحوالہ اخبار تازیانہ ۹ / ۲۱)

●۔ ڈاکٹر لیبان نے اپنی تصنیف "محمدؐ اور اسلام" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انکساری، رحمدلی، دوراندیشی اور صائب الرائے ہونے کے بارہ میں تحریر کیا:

"حضرت محمدؐ کو اپنے نفس پر بے انتہا حکومت تھی۔ آپ کی سادگی اور منکسر المزاجی قابلِ تعریف ہے۔ آپ بے انتہا صائب الرائے تھے۔ دوراندیشی آپ میں بہت زیادہ تھی۔ آپ نے وحشی اقوام کی زبردست اصلاح کی۔"

وہ مزید لکھتے ہیں:

"ہمارے طبقہ کے سربرآوردہ شخص اور مستند مؤرخ موسیو بارتھیلی سینٹ ہیلر نہایت تحقیقات کے بعد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت لکھ رہے ہیں کہ وہ حد درجہ باخدا، رحمدل اور اعلیٰ اخلاق رکھنے والے پیغمبر تھے۔ ہاٹنگر نے ایک لمبی چوڑی فہرست محمدؐ کے اقوال کی شائع کی ہے۔ بلا طرفداری اسلام یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان منقولوں سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب کرنے اور بدی سے محترز رکھنے کیلئے راہنما نہیں ہو سکتا۔" (برگزیدہ رسول صفحہ ۵۸)

●۔ ایس پی سکاٹ آپؐ کے اوصافِ کریمانہ کے بارے میں لکھتا ہے:

"آپ میں متانت تھی مگر اخلاق شریف ایسے تھے کہ ہر شخص آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ گفتگو میں شیرینی ہوتی تھی۔ جہاں آپ تشریف رکھتے تھے

وہاں سب پر چھائے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔
...... حضور کی عاداتِ کریمہ اس سے ظاہر ہوتی ہیں کہ آپ کو بچوں سے بہت محبت تھی۔ قرآن مجید میں جانوروں پر بے رحمی کرنے کی جتنی مخالفتیں آئی ہیں۔ اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں جذباتِ رحم کتنے تھے۔ ...... آپکی دوستی نہایت محکم تھی۔ جس سے ابتداء عمر میں دوستی ہوئی۔ اس کو انتقال کے وقت تک نبھا دیا۔ جو لوگ حضور کے گرویدہ اور حاشیہ نشین تھے بلا امتیاز اسکے کہ وہ آپ کے برابر تھے یا کمتر حضور کا برتاؤ سب کے ساتھ یکساں اور شفیقانہ تھا۔ حضور کو اپنی ذات والا پر وہ اختیار حاصل تھا اور اپنے جذبات کو حضور اس طرح قابو میں رکھتے تھے کہ سوائے جنگ کے آپ نے کبھی اپنے دشمن پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ کسی خدمتگار کو نہیں دھمکایا کسی غلام کو سزا نہیں دی "

(برگزیدہ رسول حصہ سوم صفحہ ۴۰-۴۱)

-● سادھو ٹی ایل وسوانی رقمطراز ہیں

" میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کورنش بجا لاتا ہوں۔ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہیں۔ وہ ایک قوت تھی جو انسان کی بہتری کیلئے صرف ہوئی۔ ایام سلف کی داستان کا مطالعہ کرو تاکہ تمہیں اس کی شوکت وسطوت کا پتہ چلے .... وہ امن اور راستی کی تلقین کرتے رہے۔" (محمد رسول اللہ غیروں کی نظر میں صفحہ ۴۴-۴۵
مصنفہ مولانا محمد حنیف یزدانی)

-● انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے محققین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے سامنے یوں سر تسلیم خم کیا۔

" آپ اگرچہ امی تھے لیکن عملی ذہانت کا وافر حصہ آپ حاصل کر چکے تھے۔ آپ کا مذہب عقیقتاً دینِ ابراہیم کا احیا تھا۔ قانون ساز، ماہرِ حرب، منتظم اور جج آپکی شخصیت کے مختلف پہلو تھے، اس خوفناک قبائلی تعصب کا خاتمہ کرنا جس کی بنا پر ایک خونی طویل جنگ کا باعث بن جاتا تھا۔ عورتوں کو ان کے حقوق خاص کر وراثت کا حصہ دلانا اور دختر کشی کا خاتمہ آپکی عظیم اصلاحات ہیں " (بحوالہ محمد رسول اللہ صفحہ ۴۹)

-● مشہور صحافی سردار دیوان سنگھ مفتون نے بارہ میں لکھا ہے کہ :-

" حدیث " افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جائر " سن کر دیوان سنگھ مفتون کہتا ہے کہ ان ہونٹوں کی قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا جن سے یہ الفاظ نکلے "

(محمد رسول اللہ صفحہ ۵۱)

یہ ہے وہ اعلیٰ و ارفع وجود جس کیلئے اس کائنات کی تخلیق ہوئی اور جو ساری دنیا کیلئے اسوہ حسنہ ہے جن کی غلامی اور خاک پا ہونے کی سعادت انسان کیلئے باعث فخر و سعادت ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمد وعلیٰ آل محمد بعدد کلّ ذرّۃ فی السماء والارض وما بینھما بل اکثر منہ

جناب ثاقب زیروی (لاہور)

روشن ہیں جو سینوں میں عزائم کے شرارے
بھرتے ہی چلے جائیں گے ہر گام طرارے

ہے ہم کو یقیں غلبۂ دیں ہو کے رہے گا
طوفاں ہی سے ابھریں گے کسی روز کنارے

بڑھتے ہی چلے جائیں گے ہم رنگِ صبا میں
ہر گام ہے تائیدِ خدا ساتھ ہمارے

کیا ہم کو ڈراتے ہو زمانے کی ہوا سے
اُڑتے ہوئے دیکھے ہیں بہت ہم نے غبارے

روشن کئے ہم مشعلِ جاں چلتے رہے ہیں
ظلمات کی یلغار سے ہمت نہیں ہارے

جب تازہ کوئی زخم ملا راہِ وفا میں
ہم جھک گئے سجدے میں وہیں شکر کے مارے

صد شکر کہ تُو نے ہمیں توفیق عطا کی
صدقے ترے ...... کے جانوں سے اتارے

اب دُور نہیں منزلِ امید ہماری
دیتے ہیں خبر صبح کی بجھتے ہوئے تارے

ثاقب انہیں لَو دیتے رہو سوزِ یقیں سے
بن جائیں گے اِک روز یہی اشک شرارے

●

(مرسلہ عبد المالک نمائندہ خالد تشحیذ لاہور)

مشہور مستشرقین اور انکی تصنیفات

نامور محقق ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی مرحوم کی کتاب
"اَلْمُسْتَشْرِقُوْنَ وَ الْاِسْلَام" سے چند اوراق

اے۔ جے۔ آربرے مشہور انگریز مستشرق ہے..... اسلامک انسائیکلوپیڈیا کے مرتبین میں سے ہے۔ موصوف آجکل کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔ باعثِ ملال بات یہ ہے کہ وہ ہمارے معاصر مصری بھائیوں کے جنہوں نے علومِ اسلامیہ میں اختصاص پیدا کیا ہے اُستاذ رہ چکے ہیں اور ان میں بھی یہ رُوح ملتی ہے۔ ان کی مشہور ترین کتابیں درج ذیل ہیں :۔

- "الاسلام الیوم" ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی۔
- "مقدمة التاریخ التصوّف" ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی۔
- "التصوّف" ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔
- "ترجمة القرآن" " " "

الفرڈ جیوم (A. GEOM) ہمعصر انگریز ہے..... انگلینڈ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں لیکچرار ہے۔ اس کے اسلوب وطرزِ کتابت پر مشنری رُوح کا غلبہ ہے۔ اس کی تصنیفات میں معرکة الآراء کتاب "الاسلام" ہے مصری حکومت نے اس کے پاس تعلیم یافتہ بہت سے نوجوانوں کو مشرقی زبانوں کی تحقیقات کے لئے بیرونی ملکوں میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔

بارون کیرادی فون (BARAN CARRADE VOUX) فرانسیسی مستشرق ہے اسلامک انسائیکلوپیڈیا کے مرتبین میں اس کا نام اہم پارٹ ادا کرنے والوں کی فہرست میں ہے۔

اتیچ۔ اے۔ آر۔ گب (H.A.R.GIBB) انگلینڈ کے ہمعصر مستشرقین میں ہے مصر کی لینگوئج اکیڈمی کا ممبر رہا ہے۔ آجکل امریکہ میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں۔ "دائرة المعارف" کے مرتبین و ناشرین میں سے ہیں۔ ان کی مشہور کتابوں میں چند یہ ہیں:۔

"طریق الاسلام" اس کی تالیف اس نے

دوسرے لوگوں کیساتھ مشترک طور پر کی ہے۔ کتاب انگریزی سے عربی میں ترجمہ ہوئی۔ ○ "الاتجاہات الحدیثۃ فی الاسلام" ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی جس کی کئی بار اشاعت ہو چکی ہے۔ عربی زبان میں انگریزی سے ترجمہ ہوا ہے ○ "المذہب المحمدی" ۱۹۴۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی اور اس کے بعد کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں ○ "الاسلام والمجتمع العربی" مختلف حصوں میں شائع ہوئی ہے۔ مصنف مذکور کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس کی ترتیب میں شریک ہیں۔

○ اس کے علاوہ اس کے متفرق مقالات کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔

گولڈ زیہر (GOLDZIEHER) اپنی علمی بد دیانتی، عداوت، اور خطرات کیلئے کسی ہی تعارف سے زیادہ مشہور رہے۔ "دائرۃ المعارف" کی ترتیب میں اس کا حصہ رہا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث کے موضوع پر خاص طور پر قلم اٹھایا ہے۔ اس کی کتابوں میں "تاریخ مذاہب التفسیر الاسلامی" کو کافی شہرت حاصل ہوئی جس کا عربی میں ترجمہ ہوا ہے۔

جان مائی نارڈ (MYNARD) متعصب امریکی ہے۔ رسالہ "دراسات الشرقیۃ" کے سٹاف میں رہے۔ خاص طور پر اسلام کے متعلق جدید کتابوں کی تاک میں رہتے تھے۔ ان کی زہر افشانی دیکھنے کیلئے رسالہ مذکور کے عدد ۲ مجلہ کے صفحہ ۲۲ کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

ایس۔ ایم۔ زویمر (S.M.ZWEIMER) مشہور مستشرق ہے..... "العالم الاسلامی" رسالہ کا بانی اور "الاسلام تحد العقیدہ" کا مصنف ہے یہ کتاب ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس نے کتاب "الاسلام" کی اشاعت کی ہے۔ یہ کتاب ان مقالات کا مجموعہ ہے جو مشنری سلسلہ کی کانفرنس منعقدہ لکھنؤ ۱۹۰۷ء میں پڑھے گئے تھے۔ اس کی علمی سرگرمیوں کو سراہنے کے لئے امریکیوں نے ایک اوقاف قائم کیا جس کے تحت "لاہوتی مطالعہ" اور مبلغین کی جماعت تیار ہوا کرتی ہے۔

عزیز عطیہ سوریال، مصری مسیحی مستشرق ہے۔ اسکندریہ کی یونیورسٹی میں استاذ تھے اور اب امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں استاد ہیں..... اسلامی تعلیمات میں تحریف کا بڑا حصہ انہی سے منسوب ہے۔ اپنے اس کینہ کی تائید کے لئے انہوں نے بہت سے حیلوں کو اختیار کیا ہے صلیبی جنگوں سے متعلق ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

جی فون گروباوم (G.VON GREW BOHM) اصلاً جرمن کی یہودی نسل سے ہے۔ بعد میں امریکہ کو اپنا مستقر بنائے رکھا اور وہیں تدریس شروع کی۔ شیکاگو یونیورسٹی میں پروفیسر بھی رہے..... اس کی تمام تصنیفات میں اسلامی اقدار پر دیوانہ وار اعتراضات کی بوچھاڑ ملتی ہے لکھنے میں بہت مہارت پائی ہے، بہت سے مستشرقین نے اسے دادِ تحسین دی ہے اس کی مشہور کتابوں میں چند درج ذیل ہیں:-

• "اسلام العصور الوسطیٰ" ۱۹۴۶ء میں چھپی۔
• "الاعیان المحمدیۃ" ۱۹۵۱ء میں چھپی • "محاولات فی شرح الاسلام المعاصر" ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی۔
• "دراسات فی التاریخ الثقافۃ الاسلامیہ" ۱۹۵۴ء میں چھپی • "الاسلام" مختلف مقالات کا مجموعہ ہے۔ ۱۹۵۷ء میں چھپی • "الوحدۃ والتنوع فی الحضارۃ الاسلامیۃ" ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی۔

فیلیب حتی (P.H.HITTE) لبنانی مسیحی مستشرق ہے۔ برنسٹن یونیورسٹی میں پہلے اسلامک اسٹڈیز کے پروفیسر تھے اس کے بعد اسی شعبہ کے ہیڈ بنے اور آجکل معاشیات کے استاد ہیں..... امریکہ میں عربی زبان کے مسائل کے دفاع پر مظاہرہ کرنے والوں میں سے ہیں۔ آجکل امریکہ کی وزارتِ خارجہ کے کاؤنسلر (COUNCELLOR) ہیں۔ ان کی شدید کوشش ہے کہ انسانی تہذیب کی تشکیل میں اِسلام کی کوتاہی ثابت ہو کر رہے۔ دوسری طرف یہ بھی ناگوار ہے کہ مسلمانوں کی طرف کسی مرتبہ وشرف کی نسبت ہو۔ نمونہ کے لئے ان کا فرمودہ "دائرۃ المعارف الامریکیہ" سے ملاحظہ ہو۔ مطبوعہ ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۲۹ پر "الادب العربی" کے عنوان سے لکھتے ہیں:۔

"ادبی زندگی کی نئی علامتیں پہلے سے نہ تھیں ان کا ظہور ۱۹ ویں صدی کے اخیر میں ہوا ہے۔ اِس نئی تحریک کے قائدین میں صفِ اوّل میں لبنان کے نصاریٰ ہیں جنہوں نے امریکی مبلغین کی کوششوں اور علمی جدّ وجہد سے تعلّم کی منزل طے کر کے اس سے نئی روشنی اخذ کی ہے۔"

ان کی ساری کوشش یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے فضل وعلم کو ناقص قرار دیا جائے یہی نہیں بلکہ ان کی رائے کے مطابق یہ کوتاہی و قصور صرف عصرِ جدید ہی کے لئے نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کے ہر مرحلہ میں ناکام رہا ہے۔ ان کی یہ رائے خود ان کی اپنی تصنیفات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ان کی بعض کتابیں یہ ہیں:۔

• "تاریخ العرب" اصلاً انگریزی میں لکھی گئی۔ اسکے بعد کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ ساری کتاب اِسلام پر طعنہ زنی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمسخر سے بھری پڑی ہے۔ اس کی ساری تحریر زہریلی آگ اور کینہ سے بھرپور ہے۔ کراچی سے نکلنے والے رسالہ AL-ISLAM کے شمارہ اپریل ۱۹۵۸ء کے صفحہ ۱۳۸ پر ملاحظہ ہو • "تاریخ سوریا" • "اصل الدور و دیانتھم" ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی۔

اے۔ جے۔ ونسینک (A.J. WENSININK) ۔ اِسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن ہے۔ مصر کی لسانی اکیڈیمی کا ممبر رہا ہے۔ بعد میں ڈاکٹر طیّب حسن ہواری نے ایک نظریاتی جذبہ اُبھار کر مجلس سے علیحدہ کیا۔

موصوف "المستشرقون والاسلام" کے مؤلف ہیں جو ۱۹۳۶ء میں تالیف ہوئی لیکن یہ سب کچھ اسکے بعد ہوا۔ جب مستشرق مذکور قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنا زہر اُگل چکے تھے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی اور فلسفیانہ قدیم کتابوں کا مطالعہ کرکے قرآن مجید کی تالیف خود کی ہے۔ اس کی یہ رائے کتاب "المستشرقون والاسلام" کے صفحہ ۱۷ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ولنسینک کی دوسری کتاب جو مشہور ہے "عقیدۃ الاسلام" ہے جو ۱۹۳۳ء میں شائع ہوئی۔

کینٹ کراج (K. CRANG) نسلاً امریکی ہے جو اسلام سے فطرتاً سخت بُغض رکھتا ہے ایک زمانہ تک قاہرہ میں امریکی یونیورسٹی میں تدریس کا مشغلہ رہا۔ آجکل "العالم الاسلامی" کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مشنری "اللاہوت المسیحی" کے صدر ہیں۔ ان کی کتاب "دعوۃ المئذنہ" مشہور ہے جو ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔

لوئی ماسنیون (L. MASSEGAON) فرانسیسی مشہور مستشرق ہے۔ شمالی افریقہ میں فرانس کی وزارتِ نوآبادیات کا ایڈوائزر رہا۔ مصر میں قائم ہونے والی مشنریوں کا رُوحِ رواں ہے۔ اس نے عالمِ اسلام کو کئی بار دیکھا اور پہلی جنگِ عظیم میں پانچ سال فرانسیسی فوج کی خدمت کی۔ وہ مصر کی لنگوئسٹک اکیڈیمی اور دمشق کی "المجمع العلمی" کا ممبر رہا ہے۔ اس نے خاص طور پر فلسفہ اور علمِ تصوّف میں امتیاز پیدا کیا۔ اس کی مشہور کتابوں میں "الحاج الصوفی الشہید فی الاسلام" ہے۔ یہ کتاب ۱۹۲۲ء میں چھپی۔ کتاب کے علاوہ متعدد مقالات و محاضرات کے مجموعے نکل چکے ہیں۔ "دائرۃ المعارف الاسلامیہ" میں لکھنے والوں میں سے ہے اور اس کی ترتیب میں اس کا بڑا ہاتھ ہے۔

ڈی۔ بی۔ ماکڈونالڈ (D. B. MACDONALD) امریکی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے متعصّب واقع ہوا ہے۔ اس کی تحریروں میں تبلیغی مشن کی رُوح ملتی ہے۔ یہ بھی "دائرۃ المعارف الاسلامیہ" کے قلمکاروں میں سے ہے۔ اس کی مشہور کتابوں میں

• کتاب "تطور علم الکلام والفقہ والنظریۃ الدستوریۃ فی الاسلام" جو ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی ۰ اسی طرح دوسری کتاب "الموقف الدینی والحیاۃ فی الاسلام" مطبوعہ ۱۹۰۸ء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مایلز گرین (M. GREEN) رسالہ "الشرق الاوسط" کے سیکرٹری ہیں۔

مجید قدوری۔ عراقی عیسائی ہیں۔ واشنگٹن کی یونیورسٹی میں اورینٹل اسٹڈیز کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہیں اور مجلسِ علومِ شرقیہ کے بھی سرگرم رکن ہیں۔ اسلام اور حاملینِ اسلام سے تنگ نظری آخری حد تک پہنچ چکی ہے۔ اس کی شاہکار کتاب جو اسلام سے حسد وکینہ میں واقعی شاہکار ہے

"الحرب والسلام فی الاسلام" ہے جو ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ اور مقالات بھی شائع ہوئے ہیں۔

ڈی۔ ایس۔ مارگولیس۔ نسلاً انگریز ہے انسائیکلو پیڈیا کے مرتبین میں سے ہے یہ بھی مصرو دمشق کی اکیڈمی کا ممبر رہا ہے۔ اس کی مشہور کتابیں یہ ہیں :-

- "المنظورات المبکرۃ فی الاسلام" مطبوعہ ۱۹۱۳ء
- "محمد و مصطلح الاسلام" مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔
- "الجامعۃ الاسلامیۃ" مطبوعہ ۱۹۱۲ء۔

نیکولسن (R.A. NICHOLSON)

انگلینڈ کے ہم عصر مستشرق ہیں۔ "دائرۃ المعارف" کے محررین میں سے ہیں۔ انہوں نے اسلامی فلسفہ اور تصوّف کو اپنا موضوعِ بحث بنایا ہے۔ مصر کی لسانی اکیڈمی کا ممبر رہے ہیں۔ تصوّف سے دلچسپی اور انہماک کے باوجود اسلام کے رُوحانی نظام ہونے سے اتفاق نہیں ہے۔ انہوں نے اس دین کو سطحی اور پست مذہب قرار دیا ہے۔ ان کی دو مشہور کتابیں :-

- "متصوفو الاسلام" مطبوعہ ۱۹۱۰ء۔
- "تاریخ الادب العربی" مطبوعہ ۱۹۳۰ء۔

ہارفلی ہول۔ رسالہ "الشرق الاوسط" کے مدیرِ اعلیٰ ہیں۔ ان کا یہ رسالہ شرقِ اوسط کے سیاسی اور ثقافتی امور میں سب سے زیادہ جدّت پسند واقع ہوا ہے۔

ہنری لامنس۔ اصلاً فرانسیسی ہے۔ (۱۸۷۲ء - ۱۹۳۷ء) "دائرۃ المعارف" کے قلمکاروں میں سے ہے۔ اپنی عداوت، بغض اور اسلام دشمنی میں بہت سوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اس کی عداوتِ اسلام کی چند مثالیں "جمعیۃ الدراسات الشرقیہ" کے شمارہ ۹۔ نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۵، ۱۶ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

فرانسیسی کتابوں میں اس کی دو کتابیں "الاسلام" اور "الطائف" ہیں۔ ان کی لکھی جانیوالی کتابوں اور تصنیفات میں بعض ایسی اہم کتابیں بھی آئیں جن کو بہت سے لوگوں میں مقبولیتِ عام حاصل ہوئی اور لوگ انہیں قابلِ اعتماد مصدر سمجھنے لگے جس کی مختصر سی فہرست تعارف کے طور پر درج کی جارہی ہے :-

- دائرۃ المعارف الاسلامیۃ (ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM)

دُنیا کی مختلف زبانوں میں آچکی ہے اور اس وقت تک متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ نئی طباعتوں میں مختلف اجزاء نئے سامنے آئے ہیں۔

◉ انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب میں جیسا کہ آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا مستشرقین کی پوری ٹیم کام کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل کتب کے مرتبین کا ذکر پچھلے صفحات پر گزر چکا ہے ان کو اس وقت سب سے بڑے مرجع کا درجہ حاصل ہے۔

- (SHORT ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM)

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

اعلیٰ معیار کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے
اے کریم جیولرز
فون ۶۸۵۵۱۱
بازارِ فیصل کریم آباد (چورنگی) کراچی
پروپرائٹر: میاں عبداللطیف شاہ کوٹی لینڈ

خوشبوئی میں بے مثال
کارکردگی میں لاجواب
HERCULES
ہرکولیس
امپورٹڈ میٹیریل سے تیار شدہ
HERCULES
ہر قسم کی گاڑیوں کے سلنسر، پائپ، سلنسر بکس اور ڈبہ کمانی سپیشلسٹ
میاں بھائی
۱۰ منٹگمری روڈ۔ لاہور۔ فون نمبر۔ 305404-305396

ھمّتِ مرداں مددِ خدا

ٹرپ اور بوّن

جن کیلئے ایک خاص سائیکل بنائی گئی

آپ کی آنکھیں اس بات کا بڑی مشکل سے یقین کریں گی کہ دو درمیانی عمر کے بارعب انسان بہت خوبصورت لباس میں ٹائیاں اور ہیٹ پہنے ہوئے ایک بائیسکل چلا رہے ہوں۔ ایک نے اپنے ہاتھوں سے ہینڈل کو تھام رکھا ہو اور دوسرا شخص اپنے پاؤں سے پیڈل چلا رہا ہو۔

یہ دو آدمی ملکر ایک مکمل وجود بن جاتے ہیں ان دونوں کے پاس ایکدوسرے کی ضرورت کی چیزیں ہیں۔ ایک کے بازو نہیں ہیں لیکن ٹانگیں موجود ہیں دوسرا ٹانگوں سے محروم ہے لیکن اپنے بازوؤں سے اپنے دوست کی کمی کو پورا کر رہا ہے۔ بازوؤں سے محروم کا نام چارلی ٹرپ اور بغیر ٹانگوں والے آدمی کا نام ایلی بون ہے۔ امریکی سرکسوں میں یہ دونوں جانی پہچانی شخصیتیں تھیں۔ یہ دونوں دوست اپنی پُر مزاح طبیعت کی وجہ سے بہت ہردلعزیز تھے۔ ان دونوں کا مزاح ہمیشہ ان لوگوں کو یاد رہے گا جنہوں نے انہیں دیکھا۔

ٹرپ اپنے بغیر ٹانگوں والے دوست کو کہتا "بون اپنے قدم صحیح طرح ملاؤ" بوّن فوراً جواب دیتا "پہلے اپنے ہاتھوں کو میرے اوپر سے ہٹاؤ"

چارلس ٹرپ CHARLES TRIPP

بغیر بازوؤں والا انسانی عجوبہ

ٹرپ ۶ جولائی ۱۸۵۵ء میں وُڈسٹاک کینیڈا (WOOD STOCK CANADA) میں پیدا ہوا یہ بچہ بہت خوبصورت اور صحت مند تھا۔ لیکن ایک چیز میں پیچھے رہ گیا اور وہ تھے بازو۔ کارل انتھن کی طرح اسے جلد ہی اپنے پاؤں اور انگوٹھوں کو اس قابل بنانا تھا تاکہ جو کمی بازوؤں کی وجہ سے آئی ہے اسے دور کیا جا سکے۔ اپنے والدین کی حوصلہ افزائی سے اس نے کھانا کھانا اور کپڑے پہننا اور اتارنا سیکھ لیا۔ اس نے اپنے دونوں انگوٹھوں کی مدد سے لکھنا بھی سیکھ لیا وہ ان دونوں مضبوط انگوٹھوں کی مدد سے اپنی داڑھی بھی خود صاف کرتا تھا نوجوان ٹرپ اپنی ٹانگوں کی بے شمار صلاحیتوں کی وجہ سے سارے گاؤں میں مشہور تھا۔ اسکے ہمسائے

اسے کہا کرتے تھے کہ اسے سرکس میں شامل ہونا چاہیئے تاکہ وہ اپنے فن کا مظاہرہ کرے ان ہی دنوں اس نے پی ٹی بارنم کا نام سنا۔ جو امریکہ کے سرکسوں اور نمائشوں کی مشہور و معروف شخصیت تھا۔ بارنم انسانی عجوبات کو دریافت کرتے اور انکی نمائش کرنے کے معاملے میں دنیا بھر میں مانا جاتا تھا۔ ٹرپ نے اپنا فیصلہ اپنے والدین کو سنایا کہ وہ اپنی خدمات بارنم کو پیش کرنا چاہتا ہے۔

پی ٹی بارنم کے دفتر میں۔

۱۸۷۲ء میں ٹرپ نیویارک پہنچا اس وقت اس کی عمر ۱۷ برس تھی اس نے اس بہت بڑے شہر میں اپنے آپکو تنہا محسوس کیا۔ بالآخر وہ بارنم کے میوزیم میں پہنچا جس ڈیسک پر بارنم بیٹھا ہوا تھا اتنا خوبصورت ڈیسک اس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ٹرپ اس بے پناہ جاہ و جلال والے شخص سے اتنا متاثر ہوا کہ اسے کہنے کیلئے الفاظ نہیں مل رہے تھے جو اس نے وڈسٹاک چھوڑنے سے پہلے یاد کر رکھے تھے۔ آخر بارنم نے کہا "میرے بچے اطمینان سے بیٹھو اور بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں" کافی دیر بعد اسے بولنے کی جرأت ہوئی۔ اس نے اپنے پاؤں جوتوں سے نکالے اور بارنم کے سامنے اپنے حیرت انگیز کرتبوں کی نمائش کی۔

بارنم نے اسے ایک جگہ پر کرائے پر رکھ لیا ٹرپ بارنم کے ساتھ کئی برس رہا اور اسی دوران اسکی ملاقات بوّن سے ہوئی کچھ عرصہ بعد ٹرپ نے شادی کر لی اور باقی زندگی کے چودہ سال اس نے اپنی بیوی کی رفاقت میں نمائشوں میں گزارے۔

۲۶ جنوری ۱۹۳۹ء کو وہ نمونیہ کے حملہ کا شکار ہو گیا اسوقت اسکی عمر ۸۴ برس تھی۔

اسکی وفات پر ایک مشہور امریکی اخبار (Scientific American) نے اداریہ تحریر کیا "اس کی زندگی کی لغت میں یہ الفاظ" میں نہیں کر سکتا" کبھی بھی شامل نہ ہو سکے۔ اس نے اپنی زندگی میں اپاہج ہونے کے باوجود ایسے ایسے کام کئے جو ہم ہاتھوں پاؤں والوں کیلئے ایک چیلنج کا درجہ رکھتے ہیں۔

ایلی بون ELI BOWEN

بغیر ٹانگوں والا مداری

یہ شخص سرکس کے چند خوبصورت لوگوں میں سے تھا، اس کی بڑی بڑی آنکھیں، کاندھے اور بازو بہت خوبصورت تھے لیکن بوّن کہا کرتا تھا میرے کھڑے ہونے کیلئے ایک ٹانگ بھی نہیں

بون ۱۴ اکتوبر ۱۸۴۴ء میں امریکہ میں پیدا ہوا اس کے باقی بہن بھائی بالکل نارمل تھے لیکن یہ بغیر ٹانگوں کے پیدا ہوا۔ البتہ دو مختلف سائز کے پاؤں چوتڑ کی ہڈی کے جوڑ سے نکلے ہوئے تھے۔ جس طرح ٹرپ اپنی ٹانگوں سے ہاتھوں کا کام لیتا تھا۔ اس طرح ایلی بوّن نے اپنے بازوؤں کو ٹانگوں کے طور پر استعمال کیا۔

۱۴ سال کی عمر میں بوّن نے نمائشوں میں حصہ لینا شروع کر دیا ۱۸۶۹ء اور ۱۸۹۷ء میں وہ انگلستان کی سب سے بڑی نمائشوں میں گیا۔ وہ چارلس ٹرپ کا بہترین دوست تھا۔ بوّن اور اسکا بغیر بازوؤں والا دوست اپنے کرتبوں سے لوگوں کو حیرت میں ڈالا کرتے تھے۔

۲۰ سال کی عمر میں اس نے ایک ۱۶ سالہ خوبصورت لڑکی میٹی ہیسٹ سے شادی کر لی اور دونوں کیلفورنیا میں رہنے لگے۔

بوّن کو سرکسوں میں بغیر ٹانگوں والے مداری کی حیثیت سے مانا جاتا تھا۔ وہ اپنے کرتب ایک بانس کی مدد سے پیش کرتا اور اپنے جسم کو چھوٹے چھوٹے دائروں میں گھمانے لگتا۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ کو کھڑے بانس پر رکھ کر دائرے میں اتنی تیزی سے گھومتا کہ بانس اور اس کا درمیانی حصہ ۹۰ درجے کے زاویہ کا ہو جاتا۔

بوّن اپنے ایک پرانے دوست چارلس ڈیوس کے مطابق لڑکوں سے زیادہ گھلتا ملتا نہیں تھا جب وہ بڑا ہوا تو چھوٹے بچوں سے بہت گھبراتا تھا اس کے نزدیک چھوٹے بچے آفت کا پرکالہ تھے۔ ایک دفعہ بوّن اپنا کھیل پیش کر رہا تھا کہ اس کی نظر دو بچوں پر پڑی جو ہجوم میں سے راستہ بناتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ بوّن نے اپنی جیب میں سے ایک سرخ رومال نکال کر اسے اپنے چھوٹے سے پاؤں جو اس کی پیٹھ سے جڑے ہوئے تھے کی انگلیوں میں دبا لیا اور یہ تاثر دیا کہ جیسے اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ بچوں نے موقع غنیمت جان کر رومال اڑانے کی کوشش کی۔ جیسے ہی ایک لڑکا پکڑنے کیلئے آگے بڑھا رومال اپنی جگہ سے ہلا اور ہنٹر کی طرح زور سے اس کے گالوں سے لگا کیونکہ رومال کے ساتھ لاسٹک لگا ہوا تھا لڑکا درد سے بلبلا اٹھا اور دونوں بھاگ کھڑے ہوئے

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

جاوا (انڈونیشیا) کے ایک گاؤں تجمیلیو میں کوئی دوسرا شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ انڈونیشی حکومت کا کوئی سرکردہ لیڈر ہی کیوں نہ ہو۔ گزشتہ کئی برس سے اس گاؤں کی کل آبادی چالیس افراد پر مشتمل ہے۔ آبادی میں اضافے کی قطعی اجازت نہیں ہے۔ گاؤں کا سربراہ آبادی کو گھٹنے یا بڑھنے سے روکتا ہے۔ اگر کسی گھرانے میں بغیر اجازت کے کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو اس گھر کے سب سے بزرگ شخص کو قتل کر دیا جاتا ہے تاکہ آبادی کو ہر حال میں چالیس افراد تک محدود رکھا جائے۔

فوٹو الیکٹرک سیل

مکرم ناصر احمد صاحب طاہر
جھنگ

بیسویں صدی کو اگر ایجادات کا دَور کہا جائے تو بجا ہوگا ۔ انسانی عقل نے بیشمار منزلیں طے کی ہیں اور ہر وقت انسانیت کو سہولیات بہم پہنچانے کی فکر میں لگی ہوئی ہے ۔ ہر نئی ایجاد سائنسدانوں کو آگے قدم بڑھانے پر مجبور کرتی ہے ۔ قدیم ایجادات کو بھی مختلف طریقوں سے استعمال میں لانا اور اس پر مختلف تجربات کر کے اس سے مزید بہتر اور نفع رساں نتائج حاصل کرنا بھی ایک قسم کی نئی ایجادات میں شمار کیا جا سکتا ہے ۔

فوٹو الیکٹرک سیل جسکا دوسرا نام الیکٹرک آئی (ELECTRIC EYE) بھی ہے ۔ اسکو معرض وجود میں آئے بے شک عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کے نئے نئے استعمالات اس کی افادیت اور عظمت کا پتہ دیتے ہیں ۔ ریڈار بے شک جادو کی آنکھ کا کام کرتا ہے لیکن فوٹو الیکٹرک سیل بھی اپنی جگہ کچھ کم نہیں ۔ شروع میں اس کو ایک کھلونے سے زیادہ اہمیت نہیں دی گئی تھی اب یہ زندگی کے مختلف شعبہ جات میں ہزاروں متفرق امور سرانجام دے رہا ہے اور اسکی بدولت بہت سی مشینیں خودکار ہوگئی ہیں

○ طریق عمل و استعمالات

قدرت نے بعض دھاتوں میں یہ صفت رکھی ہے کہ وہ روشنی سے متاثر ہو کر برقی رَو کو گھٹانے بڑھانے لگتی ہیں ۔ فوٹو الیکٹرک سیل میں بھی یہ خصوصیت ہے کہ یہ روشنی کی شعاعوں سے فوٹوگرافک پلیٹ کی طرح فوراً متاثر ہو جاتا ہے فرق صرف یہ کہ

اس پر روشنی پڑنے سے کوئی تصویر نہیں بنتی بلکہ وہ اس اثر کو برقی ارتعاشات میں تبدیل کر دیتا ہے کیونکہ اس میں بھی روشنی سے متاثر ہونیوالی دھاتیں استعمال ہوتی ہیں۔ سیل پر عام روشنی نہیں ڈالی جاتی جس کی شعاعیں ہمیں نظر آتی ہوں۔ بلکہ نظر نہ آنیوالی شعاعیں اس پر مرکوز کر دی جاتی ہیں۔ اس کے اندر دو چھوٹی چھوٹی پلیٹیں ہوتی ہیں ایک مثبت کرنٹ کیلئے اور دوسری منفی کرنٹ کیلئے مؤخر الذکر پلیٹ پر پوٹاشیم یا سیسیم دھات کا پاؤڈر لگا ہوتا ہے (یا اسی قسم کی کسی اور دھات کا) جیسے ہی اس پر روشنی پڑتی ہے۔ اس سے الیکٹران یا برقیات کی ایک رو خارج ہونے لگتی ہے۔ جو مثبت پلیٹ کی طرف رخ کرتی ہے جس وقت روشنی ڈالئے برقی رو قائم ہو جائیگی اور جس وقت روشنی ختم کیجئے برقی رو کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے گا گویا اس کا کام بھی بجلی کے سوئچ کی طرح ہے۔

آپ کو علم ہے کہ سفید روشنی سات رنگوں کا مجموعہ ہے۔ لیکن سرخ شعاعوں کے اوپر کچھ ایسی شعاعیں بھی ہوتی ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں انہیں سائنسی اصطلاح میں انفراریڈ (INFRARED) شعاعیں کہا جاتا ہے۔ اسی طرح بنفشی رنگ کی شعاعوں کے نیچے کچھ شعاعیں ہوتی ہیں جو الٹرا وائلٹ شعاعیں (ULTRA VOILAT) کہلاتی ہیں۔ الیکٹرک آئی کے استعمال میں انہی شعاعوں سے مدد لی جاتی ہے۔ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ فوٹو الیکٹرک سیل کا کام بجلی کے سوئچ کی طرح کا ہے۔ اس کی مدد سے برقی رو جاری بھی کی جا سکتی ہے اور روکی بھی جا سکتی ہے۔ بہت سی صنعتوں میں اس سیل کو اسی کام کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جدید ہوٹلوں میں اسکے ذریعے دروازے کھولے اور بند کئے جاتے ہیں۔ کسی کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کا دروازہ برقی طور پر ایک فوٹو الیکٹرک سیل سے متعلق ہوتا ہے۔ جس پر ایک جانب سے روشنی پڑتی رہتی ہے۔ فرض کیجئے ایک ملازم دونوں ہاتھوں میں ٹرے لیے ہوئے آتا ہے جیسے ہی وہ روشنی کو کاٹیگا برقی سیل کی مدد سے دروازہ خود بخود کھل جائیگا اور ایک معینہ وقت تک کھلا رہے گا۔ اس کے بعد خود بخود بند ہو جائیگا۔

بنکوں اور دیگر مالی اداروں کی تجوریوں کی حفاظت بھی اسی اصول کے ماتحت کی جا رہی ہے ان تجوریوں کے ارد گرد روشنی کی ایسی شعاعوں کا جال بُن دیا جاتا ہے جو کسی کو نظر نہیں آتیں اور یہ شعاعیں چند فوٹو الیکٹرک سیلوں پر مرکوز کر دی جاتی ہیں جوں ہی کوئی چور تجوری کے قریب پہنچتا ہے یہ شعاعیں کٹ جاتی ہیں اور ایک برقی الارم مالک کے پاس یا پولیس اسٹیشن پر خطرے کا اعلان کر دیتا ہے۔ اور چور فوراً پکڑ لیا جاتا ہے۔

لندن کی ایک نمائش میں جواہرات کی ایک دکان لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئی جس پر لاکھوں پاؤنڈ کے جواہرات پڑے تھے جبکہ حفاظت کیلئے کوئی شخص

وہاں موجود نہ تھا۔ لیکن جیسے ہی کسی شخص نے یہ جرأت کی کہ اس نے آگے قدم رکھ کر کسی ہیرے کو چھوا ایک گھنٹی زور سے بجنے لگی۔ دکان کے دروازے خود بخود بند ہو گئے اور شخص مذکور کا باہر نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہا۔ دراصل یہاں بھی وہی ناقابل دید شعاعیں کام کر رہی تھیں۔ جو فوٹو الیکٹرک سیل پر پڑ رہی تھیں جوں ہی وہ شخص آگے بڑھا روشنی کٹ گئی اور برقی الارم نے بجنا شروع کر دیا اور دروازے بند ہو گئے۔

یہ نمائش اسی محیر العقول ایجاد کی نمائش کے واسطے منعقد کی گئی تھی۔ فوٹو الیکٹرک سیل کے اس نمونے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے اسے چیزوں کے شمار کرنے اور ماپنے کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے

۵۔ حادثات سے بچاؤ کا ذریعہ

اس کو مختلف حادثات سے بچاؤ کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً لفٹ کے حادثات کو ہی لے لیں ابھی آدمی پوری طرح لفٹ میں بیٹھا نہیں ہوتا اور لفٹ چل پڑتی ہے تو ایسے مواقع پر بڑے کریہہ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ انکی روک تھام کیلئے فوٹو الیکٹرک سیل کو استعمال کیا جاتا ہے۔ لفٹ اس وقت تک حرکت ہی نہیں کرتی جبتک مسافر اس کے اندر پوری طرح محفوظ نہ ہو جائے۔ جیسے ہی اس کا جسم خطرے میں ہوتا ہے لفٹ فوراً رک جاتی ہے۔

ہرم بن حیان ابدی کو حضرت عمرؓ نے کوئی عہدہ سپرد کر دیا تھا۔ سرکاری عہدیداروں کی سب سے بڑی آزمائش کا باعث ان کے اعزہ و اقارب ہوتے ہیں جو ان سے مختلف قسم کے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

ہرم بن حیان نے عہدے پر فائز ہونے کے بعد اپنے مکان کے سامنے اس طرح آگ جلوا دی کہ ان تک کوئی شخص نہ پہنچ سکے۔

اس کی ایک خاص قسم دھوئیں کو فوراً محسوس کر لیتی ہے۔ اس لئے اس کو جنگلات میں آگ لگنے سے بچاؤ کیلئے نیز کتب خانوں، بارود خانوں کپڑے کے سٹوروں اور اس قسم کی دیگر عمارتوں میں یہ آلہ آگ سے خبردار کرنے کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی کہیں آگ لگتی ہے ایک الارم بجنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور فوری طور پر حفاظتی اقدامات کر لیے جاتے ہیں۔ بحری جہازوں میں بھی آگ سے خبردار کرنے کیلئے فوٹو الیکٹرک سیل استعمال کئے جا رہے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں تیز رفتاری پر قابو پانے کیلئے فوٹو الیکٹرک سیل لگائے گئے ہیں۔ رفتار کو ناپنے کیلئے دو فوٹو الیکٹرک سیل ایک دوسرے سے مخصوص فاصلے

پر لگادیئے جاتے ہیں اگر کوئی موٹر مقررہ حد سے تجاوز کرتی ہے تو ایک الارم بجنے لگتا ہے۔ اور پولیس کو اطلاع مل جاتی ہے۔

سرنگوں اور پلوں پر رونما ہونیوالے حادثات سے بچنے کیلئے بھی فوٹو الیکٹرک سیل سے مدد لی گئی ہے۔ جب کوئی سواری اپنے سائز سے چھوٹی سرنگ یا پل میں سے گذرتی تو حادثہ رونما ہو جاتا۔ اس سے بچاؤ کی خاطر فوٹو الیکٹرک سیل سے متعلق شعاعیں پلوں اور سرنگوں کی حد بندی کرتی رہتی ہیں جیسے ہی کوئی سواری ان کو کاٹتی ہے ایک الارم فوری طور پر اطلاع دے دیتا ہے۔ اور حادثہ واقع ہونے سے بچ جاتا ہے

نیویارک کی مشہور سرنگ ہالینڈ ٹنل (HOLLAND TUNNEL) اور انگلستان کی سرنگ مرسی ٹنل (MERSEY TUNNEL) میں یہی انتظام ہے۔

اس آلے کے تمام استعمالات کی اگر تفصیل بیان کی جائے تو ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اور روز بروز ان استعمالات میں اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے۔ —●—

بقیہ: ٹرپ اور بوّن

صدا سے آگے

سرکس کے تمام حاضرین ہنسی سے لوٹ پوٹ گئے۔ بوّن بھی اپنی اس کامیابی پر ہنس دیا۔

ایک اور مرتبہ ایک لڑکے نے اس سے پوچھا کہ "مسٹر بوّن تمہاری ٹانگیں کہاں گئیں؟" بوّن نے ناراض ہو کر کہا "دونوں اڑ گئی ہیں" "اڑ گئیں" لڑکے نے کہا۔ "لیکن تمہارے پاؤں کیسے بچ گئے" "انہیں دھاگوں اور سیمنٹ کی مدد سے دوبارہ جوڑا ہے۔" بوّن نے سختی سے کہا۔"

(عجیب لوگ صد ۱۸ تا ۸۴)

بقیہ: مشہور مستشرقین

صد ۱۷ سے آگے

موجز دائرۃ المعارف الاسلامیۃ

- (ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND ETHICL) دائرۃ المعارف من قسم الدین
- (ENCYCLOPAEDIA OF SOCIAL SCIENCES) - دائرۃ المعارف العلوم الاجتماعیۃ
- STUDIES IN HISTORY دراستہ فی التاریخ۔ (جاری ہے)

فخر الحق شمس
ربوہ

عباسی حکمران ناصر لدین اللہ، ابو العباس احمد بن مستضی پیر کے دن ۱۰ رجب ۵۵۳ھ کو پیدا ہوا۔ اس کی ماں ترکن تھی جس کا نام زمرد تھا۔ ۳۰ شوال ۵۷۵ھ کو بحیثیت ولی عہد تخت نشین خلافت ہوا۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ خلفائے گزشتہ کی نسبت ناصر نے طویل عرصہ یعنی ۴۷ سال خلافت کی اور عزت و شان سے زندہ رہا۔ دشمنوں کو نیست و نابود کیا۔ تمام بادشاہوں نے اس کی فرمانبرداری کی اور کسی سلطان نے اس سے سرکشی نہیں کی۔ جس خارجی نے حملہ کیا اس کا قلع قمع کیا جس مخالف نے دشمنی کا اظہار کیا اس کا تختہ الٹ دیا۔ اور جس نے سلطان ناصر سے برائی کرنے کا ارادہ کیا۔ اسکو اللہ تعالیٰ نے ذلیل و رسوا کیا۔

ناصر اپنے دادا مستنجد باللہ کی طرح نیک سیرت، مصالح ملکی کا زبردست منتظم و مہتمم تھا کسی بادشاہ و رعایا کا کوئی کام اس سے ڈھکا چھپا نہ تھا۔ کیونکہ اس کے پرچہ بردار خفیہ پولیس کے کارندے ملک کے گوشہ گوشہ میں موجود تھے۔ جو منٹ منٹ پر ذرا ذرا سی بات کی خلیفہ کو اطلاع دیتے رہتے تھے۔ ناصر کو بڑے بڑے حیلے اور غضب کی باتیں آتی تھیں۔ اسکی چال کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ وہ دو دشمن بادشاہوں میں دوستی کرا دیتا اور دو دوست ملکوں میں عداوت ڈلوا دیتا اور پھر لطف یہ کہ دونوں میں سے کسی کو بھی دوستی یا دشمنی کے اسباب کا پتہ تک نہ چلتا۔ ایک مرتبہ بادشاہ ماژندران کا سفیر بغداد آیا اس کے شبانہ روز کے کاموں کی علی الصبح خلیفہ کو رپورٹ مل جاتی۔ سفیر کو معلوم ہو گیا کہ اس کے کاروبار کی خلیفہ کو اطلاع ہو جاتی ہے تو اس نے اپنے کاروبار کی اجرائی میں بہت زیادہ اخفیاط کرنا شروع کر دی۔ سفیر جس قدر خفیہ طور پر کام کرتا وہ سب خلیفہ اس پر ظاہر کر دیتا۔

ایک مرتبہ خوارزم شاہ کا سفیر ایک سربند لفافہ جس پر شاہی مہر لگی تھی دربار ناصر میں لایا۔ خلیفہ نے لفافہ دیکھتے ہی کہا جاؤ اسمیں جو کچھ لکھا ہے وہ ہمیں معلوم ہو گیا۔ چنانچہ اس سفیر نے واپس ہوتے ہوئے یقین کر لیا کہ خلیفہ علم غیب جانتا ہے۔

ناصر عجیب متضاد طریقوں کا حامل تھا۔ وہ جب مہربان ہوتا تو کسی کو اتنا دیتا کہ دنیا سے بے نیاز

کر دیتا اور جسے سزا دیتا تو اسکی ہڈی پسلی ایک کر دیتا۔ اور سخت ترین سزائیں دیتا۔ اس کے جود و سخا کی کیفیت یہ تھی کہ جب وہ کسی کو دیتا تو اتنا دیتا کہ خود کے فقیر ہو جانے کا خیال نہ رکھتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص ہندوستان سے ایک طوطا لے کر بغداد چلا تاکہ خلیفہ کو تحفہ دے۔ لیکن بغداد پہنچنے پر وہ طوطا مر گیا۔ اور یہ ہندوستانی بہت پریشان ہوا۔ چنانچہ خلیفہ کے فراش (کارندے) نے آکر اسے کہا لاؤ طوطا کہاں ہے۔ اس نے روتے ہوئے کہا۔ ہائے وہ گزشتہ رات مر گیا۔ فراش نے کہا یہ تو ہمیں معلوم ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ خلیفہ کو طوطا پیش کرنے کے بعد تمہیں کتنی رقم ملنے کی امید تھی؟ ہندی نے کہا ۵۰۰ اشرفیوں کی۔ اس پر فراش نے ۵۰۰ اشرفیاں دیتے ہوئے کہا خلیفہ نے تمہارے پاس یہ ۵۰۰ اشرفیاں بھیجی ہیں۔ ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت ہی خلیفہ کو تمہارا عندیہ وغیرہ سب معلوم ہو گیا تھا

ایک مرتبہ صدر جہاں، سمرقند سے بغداد آئے ان کے ساتھ فقہا بھی تھے۔ ان فقیہوں کے منجملہ ایک فقیہہ جب اپنے گھر سے اپنا خوبصورت گھوڑا لے کر روانہ ہونے لگا تو اس کے گھر والوں نے کہا کہ مناسب تو یہ ہے کہ اپنا گھوڑا یہیں رہنے دیجئے تاکہ بغداد میں کوئی اسے چھین نہ لے۔ فقیہہ نے جواب دیا کہ خلیفہ میں بھی اس گھوڑے کے چھیننے کی سکت نہیں۔

چنانچہ حصولِ معلومات کے بعد خلیفہ نے اپنے ایک جاسوس کو حکم دیا کہ جب فلاں فقیہہ بغداد میں آئے تو اس کا گھوڑا چھین لو۔ غرضیکہ فقیہہ صاحب جب بغداد میں داخل ہوئے تو ان کو زدوکوب کر کے ان کا گھوڑا چھین لیا گیا اور لاپتہ کر دیا گیا فقیہہ صاحب نے بہت کچھ دعوے کئے لیکن فریاد رسی نہ ہوئی۔ اور صدر جہاں جب حج سے مع اپنے رفقاء کے واپس ہوئے تو خلیفہ نے سب کو خلعتیں دیں۔ اور ان فقیہہ صاحب کو ان کا گھوڑا اس طرح دیا کہ اس کا زین و طوق وغیرہ سب سونے کی ساخت کا تھا اور یہ خلعتِ خاص دیتے وقت خلیفہ نے اس سے کہا تم نے کہا تھا کہ اس گھوڑے کو خلیفہ بھی نہیں چھین سکتا۔ حالانکہ تم سے یہ گھوڑا ایک معمولی شخص نے چھین لیا تھا۔ اس پر فقیہہ چکرا گیا اور خلیفہ کی کرامات کا قائل ہو گیا۔

ایک مرتبہ ایک تاجر بغداد آیا جس کے پاس طلائی کام کی عمدہ چادریں وغیرہ خفیہ طور پر موجود تھیں۔ جب اس سے ٹیکس طلب کیا گیا تو اس نے کہا میرے پاس کوئی پارچہ نہیں ہے۔ باوجودیکہ اس کے پوشیدہ پارچہ جات کی تعداد رنگ و اقسام چنگی وصول کرنے والوں نے بتائیں تب بھی وہ انکار ہی کرتا رہا کہ میرے پاس کوئی پارچہ نہیں ہے۔ بالآخر جب اس سے کہا گیا۔ کہ تم فلاں ترکی غلام کے قاتل ہو۔ جسے تم نے دمیاط میں خفیہ طور پر قتل کر کے فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ تو یہ سن کر وہ تاجر حیران و پریشان ہو گیا حالانکہ اس واقعہ کی کسی کو اطلاع نہ تھی

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

(مرسلہ: محمود احمد انیس)

آپ حیران ہوں گے کہ جنوب مغربی ہندوستان کی ریاست ٹراونکور میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اونچے اونچے درختوں پر چھوٹے چھوٹے گھونسلے بنا کر رہتے ہیں ان باشندوں کو یورالی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ جھیل پریار کے چاروں طرف گھنے جنگل میں آباد ہیں انہیں اس پُر اسرار ماحول میں زندگی گزارتے ہوئے کئی صدیاں بیت گئی ہیں، لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ انہی کے ملک کے کروڑوں باشندے ان کے حالات بود و باش اور رسم و رواج سے بے بہرہ ہیں۔ یورالی باشندوں کی مجموعی تعداد تین چار ہزار سے زیادہ نہیں جسمانی طور پر انتہائی جفاکش، سخت جان اور قناعت پسند ہیں۔ بھولے بھالے یورالی باشندے اس پُرخطر جنگل میں ہر وقت موت سے نبرد آزما رہتے ہیں۔ کبھی قدرت کی ستم ظریفی ان کا منہ چڑاتی ہے اور کبھی خونخوار جنگلی ہاتھی انہیں پاؤں تلے روند ڈالتے ہیں۔

اگر کوئی آدمی جنگل میں راستہ بھول جائے اور شام تک گھر نہ لوٹے تو اگلے روز کسی شیر کی کچھار کے باہر اس کی لاش کے کچھ حصے بکھرے ہوئے نظر آئیں گے

سال بھر میں کئی بار اس قدر بارش ہوتی ہے کہ کئی کئی روز تک تا حدِ نظر پانی ہی پانی دکھائی دیتا ہے۔ اس دوران میں وہ پرندوں کی طرح اپنے گھونسلوں میں رہتے ہیں۔ گھنے اور تاریک جنگل میں پُرپیچ پگڈنڈیوں کا ایک وسیع جال پھیلا ہوا ہے جو چھوٹے چھوٹے بیسیوں دیہات کو آپس میں ملاتی ہیں یہ راستے اسقدر خطرناک ہیں کہ اب تک بہت ہی کم سیاح ان راستوں تک پہنچ سکے ہیں۔

یورالی قبیلے کے تمام افراد درختوں کی چوٹیوں پر گھونسلے نما مکان بنا کر رہتے ہیں۔ زمین سے ۴۰ ۵۰ فٹ بلند گھونسلوں تک پہنچنے کیلئے بانس کی سیڑھیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ پہاڑ کے دامن میں جھیل پریار کے کنارے ان خوبصورت گھونسلوں کی ایک لمبی قطار بڑا دلفریب منظر پیش کرتی ہے۔ بانس اور کھجور کے پتّوں سے بنے ہوئے گھروندے دیکھنے میں بہت ہی ہلکے پھلکے اور کمزور معلوم ہوتے ہیں لیکن انہیں درخت کی چوٹی کے ساتھ شاخوں کو کاٹ کر مضبوطی سے باندھ دیا جاتا ہے اور تند و تیز طوفان اور آندھی سے یہ جھولوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

ان میں سے بعض مکانات دو دو تین تین کمروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان گھونسلوں کی تعمیر میں ایک تیز دھار کی کلہاڑی استعمال کی جاتی ہے جسے یورالی ہمیشہ اپنی کمر کے ساتھ بندھی ہوئی لوٹ کر ہی میں ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ انکی چھت کھجور کے پتوں

سے کچھ اس طرح بنائی جاتی ہے کہ موسلادھار بارش کے دوران میں پانی کی ایک بوند بھی اندر نہیں جا سکتی۔

آج تک ایک بھی یورالی نے اپنا مکان زمین پر تعمیر نہیں کیا۔ وہ زمین کو بہت گندا اور غیر صحتمند تصور کرتے ہیں۔ مناظر قدرت کے دلدادہ ہیں اور ہرے بھرے سرسراتے پتوں اور چہچہاتے پرندوں کے جھرمٹ میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ گھونسلوں میں رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جنگل میں وحشی جانوروں اور خونخوار ہاتھیوں کی بہتات ہے جو اگر مشتعل ہو جائیں تو پلک جھپکتے میں پورے گاؤں کو تہس نہس کر ڈالتے ہیں۔

یورالی اپنے چولہے مکان کی سیڑھی کے قریب زمین پر بناتے ہیں۔ جنگل میں بندر اور لنگور دن رات اچھلتے کودتے رہتے ہیں۔ جونہی کسی یورالی عورت کی توجہ دوسری طرف ہوئی، یا وہ کوئی چیز لینے کیلئے اوپر مکان میں آئی، اسی وقت بندر یا لنگور آدھمکتے ہیں اور کھانے پینے کی ساری چیزیں چٹ کر جاتے ہیں۔ لنگور تو چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا اٹھا کر لے جاتا ہے اور چند قدم دور جا کر زور زور سے چیختا ہے، بہت سے لنگور جمع ہو جاتے ہیں، پھر وہ سب مل جل کر اسے کھانے لگتے ہیں اور ساتھ ساتھ کنکھیوں سے ہنڈیا کے مالک کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہنڈیا وہیں چولہے کے پاس رکھ دیتے ہیں۔

رہی سہی کسر جنگل کے خونخوار اور مست ہاتھیوں نے پوری کر دی ہے۔ ہفتے عشرے کے بعد ہاتھی اس طرف آنکلتا ہے اور گاؤں کے تمام باورچی خانوں کو پیوندِ زمین کر دیتا ہے ان میں بدمست، بدمعاش اور مشتعل ہاتھی بہت خطرناک ہوتا ہے۔ جسے اس کے قبیلے والے باغی قرار دے کر قبیلے سے نکال دیتے ہیں۔ ایسا ہاتھی تھوڑے ہی عرصے میں آدم خور بن جاتا ہے اور انسان کو دیکھتے ہی نگل جاتا ہے۔ یورالی باشندے ان ہاتھیوں سے بہت ڈرتے ہیں اور ذرا سی آہٹ پاتے ہی فوراً گھونسلوں میں جا چھپتے ہیں۔ بعض ہاتھی بہت شریر ہوتے ہیں، وہ جھیل سے سونڈ میں پانی بھر کے لے آتے ہیں اور یورالی عورتوں کی سالن سے بھری ہوئی ہنڈیا میں اگل دیتے ہیں بعض ہاتھیوں کو پکے ہوئے سالن کھانے کی چاٹ لگ جاتی ہے اور جب بھی موقعہ ملتا ہے چٹ کر جاتے ہیں۔ کچھ ہاتھی اتنے خونخوار ہو جاتے ہیں کہ سڑک پر راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور سیر و سیاحت یا شکار کی غرض سے آتے جانیوالوں کو کاروں میں سے نکال کر کھا جاتے ہیں۔

ٹراونکور سے بنگلور کی سمت کار سے سفر کرتے ہوئے آپ دیکھیں گے کہ اس سڑک پر میلوں کے نشان سیاہ رنگ کے پتھروں پر لگے ہوئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مست ہاتھی سفید پتھر دیکھتے ہی مشتعل ہو جاتے ہیں اور انہیں نکال باہر پھینکتے ہیں ایک عرصے تک ریاست میسور کے حکام اس بات

سے بہت پریشان رہے ۔ آخر کار وہ اس کا حل ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے ۔ آج تک کسی ہاتھی نے کالے پتھروں کو نہیں چھوا۔

یورالی باشندے سادہ لوحی اور مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ ہیں ۔ عورتیں گھر کے کام کاج کے علاوہ کھیتوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں ۔ گھونسلوں کے نیچے آلو، کیلے، مکئی، گندم اور چاول کاشت کرتے ہیں، شکار کے بیحد شوقین ہیں اور باہر سے آنیوالے شکاریوں کی رہنمائی کرتے میں فخر محسوس کرتے ہیں ۔ مچھلی اور چاول ان کا من بھاتا کھاجا ہے ان کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی جھیل پریار سے مچھلیاں پکڑ لانے میں غیر معمولی مہارت رکھتے ہیں ۔ جنگل کا بہت بڑا حصہ کاٹ کر پریار کی مصنوعی جھیل تیار کی گئی ہے ۔ جھیل کی سطح پر دن رات سکوتِ مرگ طاری رہتا ہے ۔ گھنے جنگل کے درمیان کشتی میں سیر کرتے ہوئے آدمی اپنے آپ کو طلسماتی دنیا میں گھومتا ہوا محسوس کرتا ہے

آج بھی اس قبیلے کے لوگ بانس کے ٹکڑوں کو رگڑ کر آگ جلاتے ہیں ۔ شیشے کے ٹکڑے رگڑ کر تیز کر لیتے ہیں اور ان سے شیو بناتے ہیں ۔ قحط اور خشک سالی کے دوران انہیں جنگلی پھلوں اور انگوروں سے پیٹ بھرنا پڑتا ہے ۔

اس قبیلے کی یہ رسم بہت دلچسپ ہے کہ دولہا کو شادی سے پہلے اپنا گھونسلا الگ بنانا پڑتا ہے ۔ اس گھروندے کی تعمیر میں اس کے بہن بھائی

قائدین مجالس متوجہ ہوں

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے رواں مالی سال کے چھ ماہ مکمل ہونے والے ہیں ۔ لیکن مرکز میں تدریجی وصولی کی رفتار بہت کم ہے ۔ بہت سی مجالس کی وصولی ابھی تک صفر ہے ۔ لہذا آپ سے گزارش ہے کہ

۵ تا ۱۲ مئی ہفتۂ وصولی

کا اہتمام فرمائیں اور اس ہفتہ کے دوران تینوں لازمی مدات میں وصولی کی کوشش فرماویں ۔

نیز اگر آپ کی مجلس کے ذمہ کوئی بقایا ہو تو اسکی وصولی بھی کریں اور اگر آپکی مجلس نے ابھی تک بجٹ نہیں بھجوایا تو وہ بھی فوری طور پر بھجوا دیں ۔

وصول شدہ رقوم ۲۰ مئی تک مع تفصیل دفتر ہذا کو بھجوا دیں ساتھ ہی ہفتۂ وصولی کی رپورٹ ضرور بھجوائیں (مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

والدین اور دوسرے رشتہ دار ہاتھ بٹاتے ہیں بعض والدین گھونسلا لڑکی کو جہیز میں دے دیتے ہیں ۔ لیکن اکثر دولہا اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے مکان کو ترجیح دیتے ہیں ۔ ...

(بشکریہ اردو ڈائجسٹ مارچ ۱۹۶۶ء)
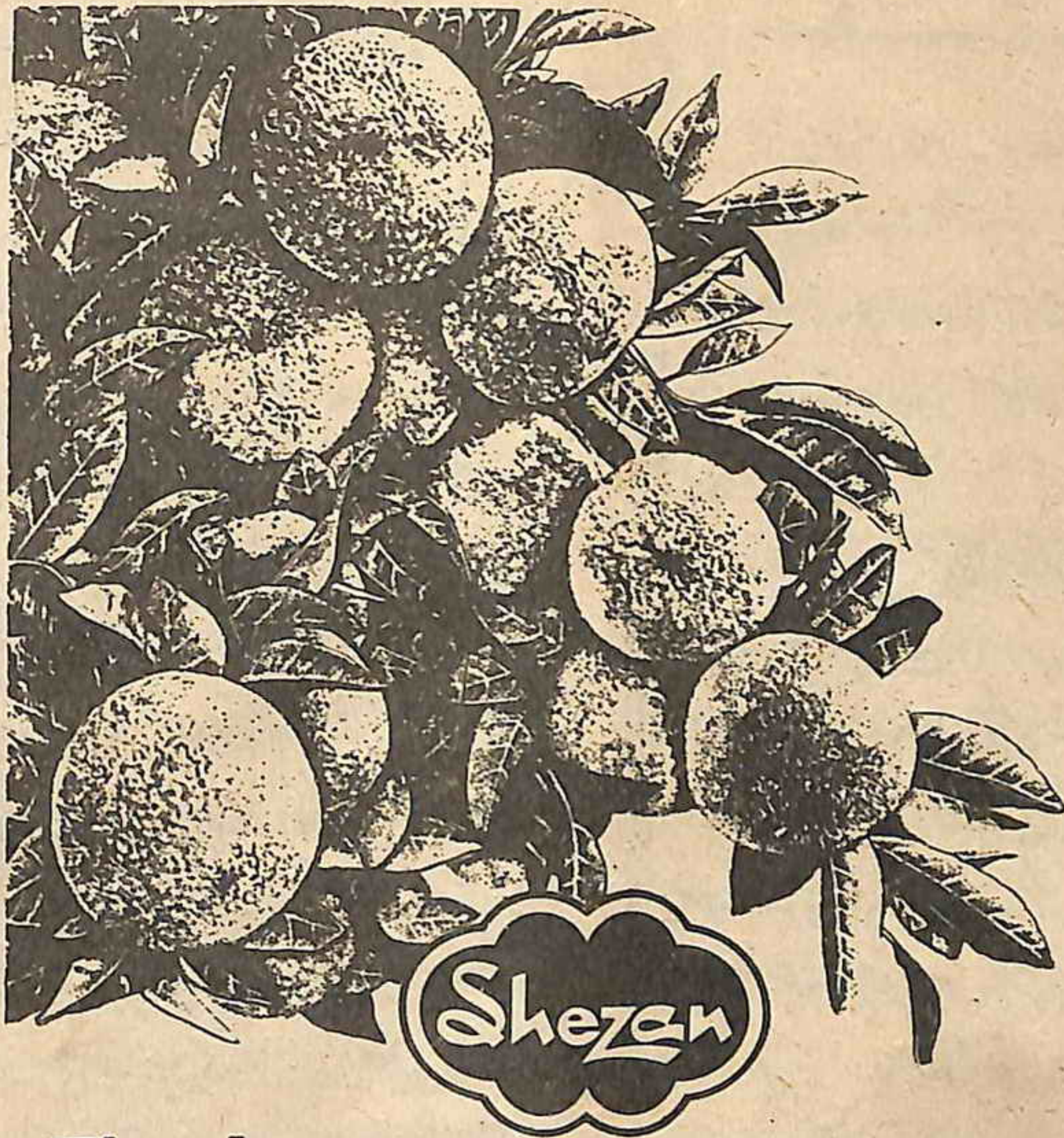
Shezan

انشائیہ

گھڑا

محمد رفیع رضا۔ ربوہ

چند روز قبل ہمیں گھر سے حکم ملا کہ اچھا سا گھڑا خرید کر لایا جائے۔ گھڑوں کی دکان میں گھسے تو دکاندار نے ایسے ایسے چکنے گھڑے دکھائے کہ ہم اپنے بہت سے قریبی دوستوں کو بھول گئے!

گھڑا ہماری قدیم تہذیب کا حصّہ اور ہمارا ثقافتی ورثہ ہے۔ عام طور پر اسے پینے کے پانی کو ذخیرہ کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے ہمارے آباؤ اجداد نے گھڑوں کو "مٹی کے سیف" یا تجوری کے طور پر بھی استعمال کیا ہے۔ برسوں پہلے ایک عاشقِ نامدار نے اپنے محبوب سے ملنے کیلئے گھڑے کے سہارے دریا کو عبور کیا تھا۔ بس اسی سوچ میں ہم نے اپنے عاشقِ صادق ہونے یا نہ ہونے کا امتحان کرنا چاہا تو غوطے کھاتے ہوئے بمشکل اپنے گھر کے تالاب سے نکل پائے!

گھڑے کئی قسموں کے ہوتے ہیں۔ گول، لمبوترے، بڑے اور چھوٹے منہ والے اور چھوٹی اور لمبی گردن والے، گھڑے کی صنفِ نازک صراحی کہلاتی ہے۔ ملکہ الزبتھ کی گردن اسی لئے بہت مشہور تھی۔

گول گھڑے تو بیچارے سیدھے سادھے، بے ضرر گھڑے ہوتے ہیں اور چپ چاپ پانی فراہم کرتے چلے جاتے ہیں۔ بڑے منہ والے گھڑے البتہ بہت رذیل اور کمینہ صفت ہوتے ہیں عموماً ایسے گھڑوں کو کسی بڑے افسر کے کلرک اور چپڑاسی کی کرسیوں پر براجمان دیکھا گیا ہے۔

ایک دن ہم نے اپنے ملک کو گھڑوں کا ملک تصوّر کیا تو کروڑوں چھوٹے بڑے گھڑوں میں سے ایوان سیاست کے گھڑے سب سے زیادہ شور مچاتے پائے!! تب ہمیں "چھوٹا منہ اور بڑی بات" کا محاورہ سمجھ میں آگیا۔ یاد رہے کہ جب کبھی چھوٹے منہ والے گھڑے بڑی بات کرنے لگتے ہیں تو ادھر ادھر خوب چھینٹے اڑاتے ہیں۔

ایک گھڑا وہ بھی ہے جسے دلہن کی سکھیاں چیلوں سے بجا کر دلہن کو ترغیب دلا رہی ہوتی ہیں کہ دولہا کو اگر اس طرح سے قابو میں لانا پڑے تو قطعاً دریغ نہ کرنا۔ تاہم وہ اس بات سے بے خبر ہوتی ہیں کہ دولہا اپنے گھر میں گھڑے کی بجائے گھڑے کی صنفِ نازک یعنی صراحی کو چیل سے بچانے کی پوری کوشش کر رہا ہوتا ہے تاکہ دلہن کی سیاست کا بھرپور جواب دیا جائے۔

نئی تہذیب گھڑے کو قصۂ پارینہ بنانے پر تلی ہوئی ہے اور اسکی جگہ واٹر کولر اور پانی کی چھوٹی بڑی ٹنکیاں استعمال میں لائی جارہی ہیں لیکن دھرتی کی خوشبو پہچاننے والے اب بھی واٹر کولر کی بجائے کچے گھڑے کا پانی استعمال کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے!

★

بقیہ: دلچسپ باتیں ص۲۸ سے آگے

بغداد میں ایک مرتبہ ایک میزبان نے مہمانوں کو کھانا کھلانے سے پہلے خود ہی ہاتھ دھوئے جس کی اطلاع پرچہ نویس نے ناصر کو دی جسپر اس میزبان کے نام ناصر نے لکھا مہمانوں سے پہلے اپنے ہاتھ دھونا بے ادبی ہے۔ یہ پڑھ کر میزبان ششدر رہ گیا۔

آخری عمر میں خلیفہ ناصر کی بینائی بالکل کم ہوگئی تھی۔ بعض کہتے ہیں وہ اندھا ہوگیا تھا جسکی کسی وزیر، گھروالے اور رعایا کو مطلق خبر نہ تھی۔ اس کے پاس ایک لونڈی تھی جسے اپنے خط کی مشق کرادی تھی اور وہ بالکل اس کے خط کی طرح لکھا کرتی تھی اسی لونڈی سے یہ اپنے احکام لکھواتا تھا۔

شمس الدین جوزی کا بیان ہے خلیفہ ناصر کا پینے کا پانی بغداد کے سات کوس کے اوپری علاقہ سے جانوروں پر لایا جاتا تھا اور سات دن تک متواتر اسے جوش دیا جاتا تھا پھر وہ سات دن تک سربند برتنوں میں رکھا جاتا تھا۔ پھر ناصر یہ پانی پیا کرتا تھا۔

احمدی نوجوان اور وقف زندگی

بانی خدام الاحمدیہ حضرت فضلِ عمر فرماتے ہیں:

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کیلئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ (جامعہ احمدیہ) میں داخلہ کیلئے ہر سال کم از کم ۵۰ طالبعلم آنے چاہئیں سو ہوں تو بہتر ہے۔"

(مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

ماہنامہ "خالد" کے وی پی

جن خریداران ماہنامہ خالد کا چندہ خریداری ختم ہے انکی خدمت میں ماہ جنوری فروری ۸۵ء میں بذریعہ خط یاددہانی کروائی گئی تھی۔ جن کا چندہ موصول نہیں ہوا انکی خدمت میں ماہ مئی ۱۹۸۵ء کا رسالہ بذریعہ وی پی بھجوایا جارہا ہے،

(مینیجر)

• ادارہ سے خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

• اپنے پتہ کی تبدیلی کی اطلاع فوری دیں تاکہ آپ کا رسالہ ضائع نہ ہو۔ (مینیجر تشحیذ الاذہان ربوہ)

طب و صحت

کینسر کے علاج کی جانب ایک اور قدم

جناب منصور احمد عارف - ربوہ

غالب کہتا ہے ؎

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا

اور عناصر کا یہی انتشار و پریشانی ـ (DIS-TURBANCE) سائنس کی اصطلاح میں بیماری (DISEASE) کہلاتا ہے ۔ جب کبھی انسان یا اس کے جسم کا کوئی حصہ خیر الامور اوسطھا کی سرحد پار کر کے بے اعتدالی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے تو نتیجۃً انسانی جسم میں موجود ذرات کا توازن بگڑ جاتا ہے اور یوں انسان بیماری کے منہ میں جا گرتا ہے ضروری نہیں کہ یہ بیماری انسان کو نگل ہی جائے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خالقِ کائنات نے اس کائنات میں انسان پر رحم کرتے ہوئے ایسے سامان پیدا کر رکھے ہیں کہ جن کو بروئے کار لا کر انسان ہر مرض سے نجات حاصل کر سکتا ہے سوائے موت کے ۔ جیسا کہ محسنِ انسانیت کے ارشادات ہماری راہنمائی کرتے ہیں کہ ۔ "لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ اِلَّا الْمَوْتَ" چونکہ تقدیرِ الٰہی کار فرما ہوتی ہے تو وہی دوا جو متعلقہ مرض کیلئے انتہائی مؤثر ہوتی ہے اسکو حکم ہوتا ہے کہ اثر چھوڑ دے اور جسم کے ذرات کو حکم ہوتا ہے کہ اثر قبول نہ کریں ۔ الغرض شافی مطلق کی رضا شاملِ حال ہو تو ہر بیماری کا علاج موجود ہے ۔ مگر تحقیق اور جستجو شرط ہے ۔ اسی تحقیق و جستجو میں آج کی ترقی یافتہ دنیا کے اطباء بیماریوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں ۔ گو وہ اپنی کوششوں کے باوجود بعض موذی امراض پر قابو پانے سے ہنوز قاصر ہیں ۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہ ہوگا کہ یہ امراض لاعلاج ہیں ۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ۔

سرطان کا شمار بھی انہی بظاہر لاعلاج بیماریوں میں ہوتا ہے ۔ اس بیماری سے ہر سال ہزاروں انسان موت کی آغوش میں جا گرتے ہیں ۔ سرطان کوئی متعدی مرض تو نہیں مگر اس کا شمار مہلک ترین امراض میں ہوتا ہے ۔

اپنے دیوہیکل جسم پر غور کیجئے اور پھر اس خوردبینی خلیے کو دیکھئے جس کی پیہم تقسیم آپ کے اس وجود کا باعث بنی تو خالقِ کائنات کی صناعی پر عقل دنگ رہ جائے گی ۔ آج جب آپکی عمر ۳۵ یا ۴۰ سال ہے ۔ خلیے کی تقسیم کا طریقہ اور رفتار بالکل

مختلف ہے ۔ اگر یہ خلیہ روز اوّل سے آج کی رفتار پر تقسیم ہوتا رہتا تو آپکو موجودہ حالت تک پہنچنے میں لاکھوں برس انتظار کرنا پڑتا ۔ اور اگر یہی خلیہ جو آپکی زندگی کا باعث بنا اس عمر میں اپنی تقسیم پھر سے ابتدائی رفتار سے شروع کردے تو آپ کے لیے سمّ قاتل ثابت ہو سکتا ہے ۔ خلیات کی یہی غیر معمولی افزائش ہے جسے کینسر کا نام دیا جاتا ہے ۔ خلیات کی غیر معمولی تقسیم کا عمل یوں تو زندگی کے کسی بھی حصہ میں ، جسم کے کسی بھی عضو میں ، کسی وقت بھی شروع ہو سکتا ہے ۔ مگر عام طور پر یہ عمل ۴۰ سال کی عمر و مابعد کے لوگوں کو ہوتا ہے ۔ اس کی عام شکل گلٹی یا رسولی کی صورت میں نمودار ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی بے شمار صورتوں میں کینسر نمودار ہوتا ہے ۔ کینسر کی عام علامات میں وزن کا انتہائی تیزی سے کم ہونا ۔ زخم کا مندمل نہ ہونا یا خون کا زخموں سے رستے رہنا قابلِ ذکر ہیں ۔ علاوہ ازیں پیشاب کے ٹیسٹ (URINE TEST) سے بھی اس بیماری کی تشخیص ہو سکتی ہے یہ طریقہ تشخیص مرض کی جائے وقوع کی نشاندہی میں کافی حد تک ممد ہوتا ہے

سرطان کے علاج کے سلسلہ میں یوں تو آجکل بہت پیش قدمی ہوئی ہے مگر ہر علاج میں کوئی نہ کوئی قباحت اُس کے استعمال سے مانع ہے ۔ مثلاً بعض اوقات تیز ادویات کے استعمال سے سرطان زدہ خلیوں کو منتشر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن یہ دوائیں صحت مند خلیوں کو بھی متاثر کر جاتی ہیں ۔ ایک اور طریقہ میں سرطان زدہ خلیوں کو نکال باہر کیا جاتا ہے ۔ مگر اس طریقہ میں بھی پڑوسی صحت مند خلیے اثر پذیر ہوتے ہیں ۔ چند برس قبل ایک کیمیاتی مرکب انٹرفیرون INTERFERON کو سرطان زدہ خلیوں کے علاج کیلئے کافی مؤثر پایا گیا یہ مرکب خون کے سفید ذرّات (R.B.C) سے حاصل ہوتا ہے ۔ یہ بذات خود ہڈی کے گودے سے جنم لیتے ہیں ۔ لاکھوں سفید ذرّات چونکہ قلیل سی مقدار میں انٹرفیرون بناتے ہیں اور تجربہ گاہ میں بھی اسکی تیاری ابھی تک ناممکن ہے ۔ اس لیے یہ طریقہ علاج تاحال کامیاب نہیں ہو سکا ۔

مگر ابھی پچھلے دنوں اس مہلک بیماری کے سلسلہ میں ایک اور امید کی کرن پھوٹی ہے ۔ امریکہ کی (TAXIS) ٹیکسیس یونیورسٹی کے ڈائریکٹر کیتھ کرولک نے یہ دریافت کیا کہ ایک نہایت مہلک زہر (RESEEN) ریسین کے ذریعہ ہڈی کے گودے میں موجود کینسر کے خلیوں کا قلع قمع ممکن ہے ۔ اور یوں سرطان کی قسم " لیوکینیا " کے علاج میں کینسر زدہ خلیوں سے پاک گودا مریض کے جسم میں داخل کیا جا سکتا ہے ۔ گو ابھی تک یہ تجربات صرف چوہوں پر کیے گئے ہیں ۔ اور آزمائشی مراحل طے کر رہے ہیں ۔ لیکن نتائج امید افزا ہیں ۔ ڈاکٹر کیتھ کرولک اور انکی تحقیق کا ہدف یہ ہے کہ سرطان کے علاج کے لئے تابکاری اور ادویات کی زیادہ تعداد کا استعمال ممکن بنایا جائے ۔ تاکہ اسطرح جسم میں موجود سرطان

کے تمام خلیوں کے خاتمے کی امید ہو اور مکمل علاج میں آجکل یہ مشکل پیش آتی ہے کہ سرطان کے خلیوں پر جو تابکاری استعمال ہوتی ہے وہ جسم کے صحتمند ریشوں کو بھی متاثر کرتی ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں جب ان ریشوں میں تیزی سے منقسم ہونے والے خلیے موجود ہوں۔ انسانی جسم میں جو ریشہ سب سے زیادہ تیزی سے منقسم ہوتا ہے وہ ہڈی کا گودا ہے اور اس کے خلیے خون کے سرخ اور سفید ذرات بنانے کیلئے ہر وقت تقسیم ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جب سرطان کے مریض کا علاج ہو رہا ہو تو یہی گودا سب سے زیادہ خطرات سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے اگر ایک خاص مقدار سے زیادہ تابکاری یا دوائیں جسم میں داخل ہو جائیں تو ہڈیوں کا گودا مر جائے گا اور مریض کے جسم سے سرخ و سفید جسیمے معدوم ہو جائیں گے۔

اب ڈاکٹر کرالک کی تحقیق میں یہ خیال کارفرما ہے کہ اس دوران میں جب مریض کا علاج ہو رہا ہو مریض کے جسم سے ہڈی کا گودا نکال کر محفوظ کر لیا جائے۔ اور علاج کیلئے تابکاری اور ادویات کی بھاری مقدار استعمال کی جا سکتی ہے۔ اور علاج کے بعد یہ گودا واپس ڈال دیا جائے۔ کیونکہ ہڈیوں کا گودا سرے سے اثر قبول کرنے کیلئے جسم میں موجود ہی نہیں ہوگا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مریض کے جسم سے تمام گودا نکالنا ضروری نہیں صرف اسکی متاثر مقدار کو نکالنا ہی کافی ہوگا۔ جسے علاج کے بعد واپس ڈال دیا جائے تو یہ جلد جسم میں پھیل کر اپنا کام شروع کر سکتا ہے۔ اس طریقہ کار کو پہلے ہی کئی طرح کے سرطان کے لئے استعمال کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس کی راہ میں ایک مسئلہ پھر رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر مریض کے جسم میں سرطان پھیل چکا ہو تو وہ گودے میں بھی پھیل سکتا ہے۔ چنانچہ اگر ہڈی کا یہ گودا جسم سے نکال لیا جائے تو سرطان زدہ خلیے زندہ باقی رہ جاتے ہیں اور واپس داخل کرتے وقت پھر مریض کے جسم میں چلے جاتے ہیں اور یوں سرطان زدہ خلیوں کی دوبارہ افزائش کا خدشہ باقی رہتا ہے۔ لہذا اب قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ہڈی کے گودے سے سرطان زدہ خلیے نکالنے کی کوئی ترکیب کی جائے ڈاکٹر کرالک نے یہ ترکیب وضع کر لی ہے اور اسے چوہوں پر آزمایا ہے۔ ان چوہوں کے جسم میں لیوکیمیا کے خلیے تھے چنانچہ انکی ہڈیوں سے گودا نکال کر صاف کیا گیا۔ اس دوران زبردست تابکاری اور دواؤں کی بھاری مقدار سے چوہوں کا علاج کیا گیا جس سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں

✶

ضرورت ایجاد کی ماں ہے
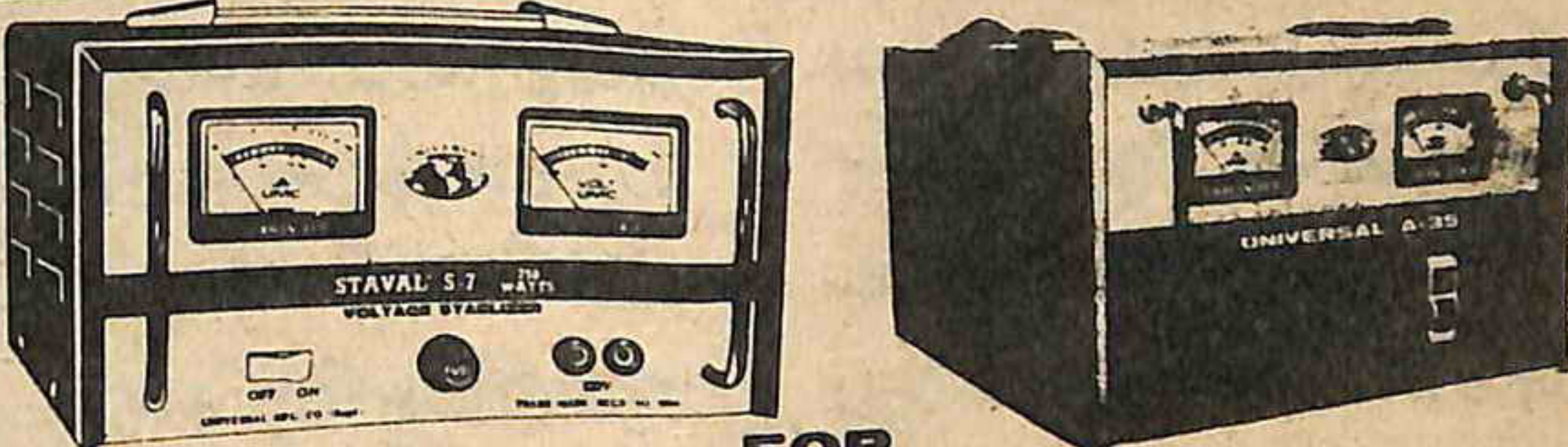
UNIVERSAL
VOLTAGE STABILIZER
STAVAL S-7
UNIVERSAL A-35
FOR
REFRIGERATORS
DEEP FREEZERS T.V. &
AIR-CONDITIONERS
یونیورسل الیکٹرونکس
۲۲- یٰسین سٹریٹ
ہال روڈ - لاہور فون: ۶۱۷۶۵
۵۷۴۹۰
۵۳۲۵۱

امریکہ خلاء کو بھی منڈی بنائے گا

امریکہ خلاء کو بھی سرمایہ کاری اور تجارتی سرگرمیوں کا مرکز بنائے گا۔ صدر ریگن نے نیشنل سپیس کلب میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خلاء سرمایہ کاروں اور تاجروں کی توجہ کا مرکز بنے گی اور سرمایہ کاری اور تجارتی سرگرمیوں کیلئے "وسیع میدان" فراہم کریگی۔ انہوں نے خلاء کے بارے میں ایک قومی کمشن کے قیام کا اعلان کیا جس کے سربراہ ناسا کے سابق ایڈمنسٹریٹر تھامس اوپین ہیں اور اس کے ارکان میں آواز کی رفتار کی حد توڑنے والا پہلا پائلٹ چاند پر قدم رکھنے والا پہلا شخص اور خلاء میں چہل قدمی کرنیوالی پہلی عورت شامل ہیں۔

راز کو راز کیونکر رکھا جائے؟

ممتاز برطانوی سائنس دان لارڈ پینی نے جو کہ ۱۹۵۰ء کی دہائی میں آسٹریلیا میں ایٹمی آزمائشی دھماکوں کے تجربات میں شامل تھے اب ایک ایسا طریقہ دریافت کرلیا ہے کہ جس کی مدد سے آسٹریلوی سائنس دانوں کو ان دھماکوں سے متعلق سودمند معلومات کے حصول سے باز رکھا جا سکے ان کا خیال تھا کہ آسٹریلوی سائنس دان ان دھماکوں کے بعد کے ریڈیو ایکٹو نمونے حاصل کر کے انکی جانچ پڑتال کریں گے انہوں نے کہا کہ "وہ مجھ سے اس دور کے نمونے طلب کر رہے ہیں میں انہیں انکار بھی نہیں کر سکتا مگر میں انہیں اطمینان دلا کر ان نمونوں کی فراہمی میں اس قدر تاخیر ضرور کر سکتا ہوں کہ ان نمونوں میں بہت سے اثرات ضائع ہو جائیں"
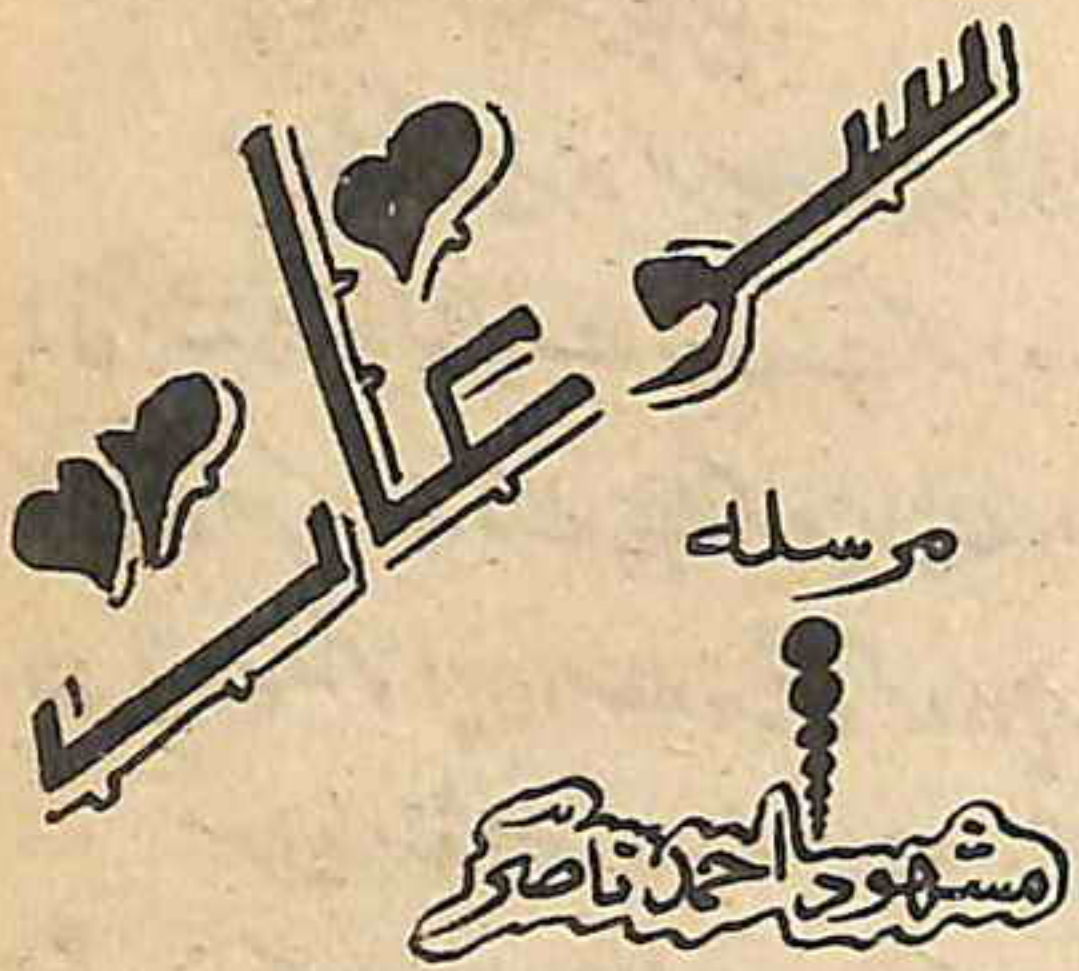
کنکورڈ طیارے نے رفتار کا ریکارڈ توڑ دیا

برٹش ایرویز کے کنکورڈ جیٹ طیارے نے کل لندن سے کیپ ٹاؤن تک کی پرواز کے دوران رفتار کے موجودہ ریکارڈ کو توڑ دیا جو ۱۹۷۷ء میں ایک بوئنگ ۷۴۷ طیارے نے قائم کیا تھا۔ کنکورڈ نے ۱۰ ہزار کلومیٹر کا یہ فاصلہ آٹھ گھنٹے اور آٹھ منٹ میں طے کیا۔ اس طرح اس نے یہ فاصلہ بوئنگ طیارے کے مقابلے میں تین گھنٹے کم وقت میں طے کیا۔

اپریشن کرانے کا عالمی چیمپئن

اب تک دنیا میں سب سے زیادہ اپریشنوں میں سے گزرنے والا ۴۹ سالہ جواسکف اب ۲۲۷ ویں مرتبہ سرجن کے چاقو تلے آنیوالا ہے۔ اس مرتبہ اس کا اپریشن گلے میں خرابی دور کرنے کیلئے ہوگا۔

● **ایورسٹ سر کرنیوالا پہلا کوہ پیما ہائی کمشنر بن گیا۔**

سر ایڈمنڈ ہیلری کو بھارت میں نیوزی لینڈ کا ہائی کمشنر مقرر کیا گیا ہے ۔ یاد رہے کہ وہ ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی سر کرنے والے پہلے کوہ پیما ہیں ۔ انہوں نے بھارتی حکام کو اپنی اسناد پیش کر دی ہیں ۔

سر ایڈمنڈ ہیلری نے ۱۹۵۳ء میں گائیڈ تیر تنگ نور کے ہمراہ ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی سر کی تھی ۔

● **ایک سیکنڈ میں ۲۴۴۰ برگر فروخت ۔**

ڈیس پلینز الینوس ۔ تیس سال قبل ایک نئے فاسٹ فوڈ ریستوران نے افتتاح کے بعد پہلے ہی روز ۲۴۴۰ برگر فروخت کئے جو ایک بڑی تعداد تھی مگر آج " میکڈ ونلڈ امپائر " نامی یہ ریسٹورنٹ دنیا بھر میں دن رات ہر سیکنڈ میں ۲۴۴۰ برگر فروخت کرتا ہے ابتدائی عمارت جہاں ایک شخص رے کروک نے برگروں کا کاروبار شروع کیا شکاگو کے قریب واقع ایک قصبے کی نواحی سڑک پر واقع تھی اب اس عمارت کو جہاں سے ان برگروں کی تیاری شروع ہوئی اور وہ اب پیرس تا بنکاک لوگوں کی من پسند ڈش کی صورت اختیار کر گئے ہیں ایک عجائب گھر کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔

● **ھیرے**

یورپ میں ۱۹۷۰ء کے بعد ہیروں کی خریداری کے جس شوق نے جنون کی شکل اختیار کر لی تھی وہ اب ختم ہوتا نظر آرہا ہے ایک برطانوی اخبار کے جائزے کے مطابق بنکوں میں مختلف افراد نے اپنے اپنے والٹ میں ہیرے رکھے ہوئے ہیں تاکہ انکا کوئی گاہک مل سکے ۱۹۸۰ء میں ایک اندازے کے مطابق ہیروں کی مارکیٹ میں ساٹھ کروڑ پاؤنڈ کی سرمایہ کاری ہوئی تھی اب کم ہو کر دس کروڑ رہ گئی ہے ۱۹۷۰ء میں ہیرے خریدنے والوں کا خیال تھا کہ انکی قیمتوں میں اضافہ ہوتا رہے گا اور جب وہ اسے فروخت کریں گے تو انہیں خاصی دولت مل جائیگی ہیرا پاس رہے تو اس سے نمائش کے علاوہ کوئی آمدنی نہیں ہوتی اس کی قیمت لگانے والے بھی اپنے اپنے حساب سے قیمت لگاتے ہیں ہر ہیرا اپنی مخصوص خصوصیات کی بنیاد پر قیمت پاتا ہے پانچ سال پہلے جو ادارے ضمانتوں کے ساتھ ہیرے فروخت کرتے تھے وہ اب غائب ہو چکے ہیں ۔

● **سب سے زیادہ گرم پانی کا چشمہ**

امریکی سائنس دانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے گرم ترین پانی کے چشمے کا پتہ چلایا ہے جو بحرالکاہل میں موجود ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ جوائن ڈی نوکا کے علاقے میں ایک چشمہ دریافت ہوا ہے جس کا درجہ حرارت ۴۰۰ ڈگری سنٹی گریڈ ہے ۔ اس سے پہلے میکسیکو میں بحرالکاہل کے ساحل کے قریب اسی طرح کے جس پانی کا پتہ چلا تھا اس کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۳۵۰ سنٹی گریڈ تھا ۔

ایک روز جو ہم نے سائیکل چلائی

(عبدالخالق ناصر - حیدرآباد)

ہمارے دوست روز روز ہم سے یہ سوال کرتے کہ ارے ناصر تمہیں یہ چوٹ کس طرح لگی۔ اب بیچاروں کی ہمدردی اپنی جگہ لیکن یہ خاکسار تو باری باری ہر ایک کو جواب نہیں دے سکتا کیونکہ ہمارا قصّہ تو بہت لمبا ہے پھر بھلا ہم دو تین جملوں میں اپنے کارٹون بننے کا ماجرا کس طرح بیان کر سکتے ہیں۔ تو لو سنو دوستو غور سے میری داستانِ عشقِ سائیکل!

آپ لوگ تو جانتے ہیں کہ ہمیں سائیکل وائیکل تو چلانی آتی نہیں لیکن سائیکل چلانے کا جنون ہے کہ ایک منٹ کو صبر نہیں ہوتا۔ روز ہمارے ابا جی کی سائیکل جو کہ بڑی اچھی اور صاف ستھری ہوتی ہے دیکھ کر منہ میں پانی آنے کی طرح پاؤں میں کھجلی ہونے لگتی ہے لیکن جب ہم ابا جی کی غصیلی آنکھیں اور انکا مولا بخش خان یاد کرتے ہیں تو ہاتھوں کے طوطے اڑ جاتے ہیں اور ہمارا جوش اس طرح ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ جس طرح پانی کی جھاگ۔ اب رہی بھائی جان کی سائیکل تو روزانہ آس لگا کر اس کے اکیلے ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ خدا خدا کر کے جمعہ کا دن آیا بھائی جان قریبی میدان میں کرکٹ کھیلنے چلے گئے ابو جی کسی دوست کے بیٹے کے ولیمے پر گئے تھے اماں جی باورچی خانہ صاف کر رہی تھیں۔ باجی جان اپنے کمرے میں کڑھائی کا کام کر رہی تھیں۔ منّی پاس ہی بیٹھی گڑیا کے کپڑے بدل رہی تھی منّی کے علاوہ ہمیں کوئی دیکھنے والا نہیں لیکن منّی پر بھلا ہم جیسے نواب زادے کہاں توجہ دیتے ہیں۔ موقع غنیمت کہ بھائی جان کی سائیکل برآمدے میں کھڑی تھی۔ بس نہ پوچھئے کہ اس وقت تو ہم اپنے کپڑوں میں نہیں سما رہے تھے۔ فوراً سائیکل کو باہر نکال لائے اور ایک بجلی کے کھمبے کے بالکل قریب سائیکل کو کھڑا کیا ہم چونکہ قد کے دو فٹ بھی نہیں ہیں تو پہلے ہم خود کھمبے پر چڑھے اور پھر چھلانگ لگا کر ابا جی کی طرح بیٹھنا چاہا اور اللہ کا نام لیکر چھلانگ مار دی اوہ! یہ کیا ہوا ہم تو گر پڑے اور سائیکل پر سواری کرنے کی بجائے سائیکل ہم پر سواری کر رہی تھی۔ سائیکل کے اپنے اوپر گرنے سے کمر میں اچھی خاصی چوٹ لگی لیکن ادھر ادھر دیکھ کر پھر سے یوں کھڑے ہو گئے گویا کبھی زندگی میں گرے ہی نہ تھے۔ اس کے بعد بڑے اطمینان سے کپڑے جھاڑ کر کچھ سائیکل کو ملامت کی اور کچھ کھمبے کو اور زیرِ لب بڑبڑاتے ہوئے سوچا کہ اس نادان کھمبے سے سواری نہیں ہو سکتی پھر ذہن میں ایک ترکیب آئی اور آنکھیں ادھر ادھر گھمائیں اور یہ دیکھ کر ہمارا دل خوش ہو گیا کہ

قریشی صاحب کے بنگلے کی سیڑھیاں اتنی اونچی ہیں کہ ہم آسانی سے سائیکل پر سوار ہو سکتے ہیں۔ خیر جناب آخر کار ہم سائیکل پر سوار ہو گئے دھکا دیا لیکن یہ کیا سائیکل تو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی بڑی مشکل سے گرنے سے بچے اور اتر کر دیکھا چاروں طرف سائیکل کے حدود اربعہ کا بغور معائنہ کیا لیکن کوئی اینٹ یا کوئی پتھر نظر نہ آیا جو کہ کسی پہیہ کے نیچے آگیا ہو پھر سوچا کہ کہیں سائیکل کا کوئی پہیہ جام نہ ہو گیا ہو یہ سوچتے ہی ہم نے دونوں پہیوں کو چیک کیا اور اچھی طرح اطمینان کرتے کے بعد غور کیا تو معلوم ہوا کہ جب ہم نے ہینڈل پر ہاتھ رکھے تو ڈر کے مارے دونوں بریکوں کو بھی سختی کیساتھ دبوچ لیا تھا اس لیے سائیکل اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنے کا عہد کر کے ہم دوبارہ سائیکل پر سوار ہوئے اور جب ہم نے سائیکل کو چھوڑا تو جناب سائیکل کے سامنے چونکہ ڈھلوان تھی اسلیئے سائیکل اپنی مرضی کی رفتار سے چلنے لگی پہلے تو ہم بڑے خوش ہوئے کہ آج مابدولت نے سائیکل چلانا سیکھ لی اور اب اباجی سے کہلوائیں گے کہ وہ سائیکل لادیں۔ ابھی ہم خیالی قلعوں میں قید تھے کہ سامنے سے جو لڑکے کرکٹ کھیل کر واپس آرہے تھے۔

شامتِ اعمال سے ان میں ہمارے بڑے بھائی صاحب بھی تھے انکو جو دیکھا تو ہمارا رنگ فق ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں پھول گئے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کریں ان سب کو بچانے کی خاطر جو ہم نے ہینڈل کو تھوڑا سا موڑا تو وہ کچھ زیادہ ہی مڑ گیا اور چند لمحوں کے بعد ہم ایک دیوار سے بڑی زور سے ٹکرا رہے تھے کہ آج تجھے اپنی جگہ سے ہٹا کر دم لیں گے۔ اس کے بعد کیا ہوا ہمیں نہیں معلوم جب آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ ہم بُری طرح پٹیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اٹھنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ ایک بازو صاحب ٹوٹ چکے ہیں اور سر سے بھی خون اگلتا رہا ہے

اتنے میں اباجان کی ڈانٹ سنائی دی کہ خاموش لیٹے رہو ورنہ اور زیادہ تکلیف ہوگی۔ اس کے بعد مختلف دوائیاں کھانی پڑیں اور ایک ہفتہ تک ہسپتال کے مہمان رہے۔ نرسوں نے خوب ڈانٹ پلائی کہ اٹھ کر گھر جانے کی کوشش کرتے تھے۔

اس کے بعد جب کبھی بھی سائیکل کا نام لیا جاتا تو وہ ٹکرانے کا منظر آنکھوں کے سامنے ناچنے لگتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

علمِ انعامی

سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران حسن کارکردگی کی بنیاد پر مجالس ہائے خدام الاحمدیہ پاکستان میں سے مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد "اول" قرار پائی اور جوبلی علم انعامی کی حقدار ٹھہری۔ جبکہ مجلس سرگودھا شہر "دوم" اور مجلس ربوہ "سوم" قرار پائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان مجالس کیلئے مبارک فرمائے۔ آمین (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کا
بیسواں جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں سے معمور جماعت احمدیہ انگلستان کا ۲۰واں جلسہ سالانہ ۵، ۶، ۷، اپریل کو منعقد ہوا۔ یہ تاریخی جلسہ نئے یورپین مرکز "اسلام آباد" کے وسیع و عریض احاطہ میں ہوا جس میں انگلستان کے علاوہ ۲۴ ممالک کے احمدی وفود نے شرکت کی۔

اس جلسہ میں امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے خطبہ جمعہ کے علاوہ افتتاحی و اختتامی خطابات نیز درمیانے روز مستورات سے بھی خطاب فرمایا اور سامعین کے دلوں اور روحوں کو اپنے پُرشوکت کلام سے گرمایا۔ اور وہ نئے روحانی جوش و جذبے کے ساتھ واپس لوٹے

٥- افتتاحی خطاب:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے افتتاحی خطاب میں پاکستان سے اپنی بے سرو سامانی کی حالت میں انگلستان آنے کا ذکر کیا۔ اور خدائی تائید و نصرت سے معمور جلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ انگلستان کی بے لوث خدمات کا تذکرہ فرمایا۔

حضور نے گزشتہ ایک سال میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے لاتعداد فضلوں کے نمونے بیان فرمائے۔ جن میں ڈ نئے یورپین مراکز کیلئے جگہ کی خرید کا خاص طور پر ذکر کیا۔ نیز فرمایا کہ پیغامِ احمدیت کی اشاعت، نئی جماعتوں کا قیام، وقفِ عارضی، بیوت الحمد سکیم، زرعی سکیم، نصرت جہاں سکیم، صد سالہ جوبلی منصوبہ، سکولوں اور ہسپتالوں کا قیام، متعدد زبانوں میں قرآن کریم اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کے تراجم کے کام میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

جماعت کی مالی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۸۴ء کے پُر آشوب سال میں جماعت کے مختلف چندوں کی وصولی گذشتہ سال کے ۱۲ کروڑ ۹۱ لاکھ کے مقابلہ میں ۲۰ کروڑ، ۸۰ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اور ہم خدا تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اگلے سال ہمارا بجٹ ۲۵ کروڑ سے بھی بڑھ جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

حضور کا یہ خطاب جو خدائی انوار و برکات کے تذکرے سے آراستہ تھا۔ کبھی تو انعاماتِ الٰہیہ کے ذکر پر محبت کے آنسو برساتا رہا اور کبھی

پروانوں کی عشق و محبت کی پُرسوز داستانوں سے دلوں کو گرماتا رہا اور کبھی حضور کے پُر لطف کلام سے بشاشت اور شگفتگی پیدا کرتا رہا۔

۔● مستورات سے خطاب :

دوسرے روز حضور انور نے مستورات کے جلسہ گاہ میں تشریف لے جا کر ان سے خطاب فرمایا جو مردانہ جلسہ گاہ میں ساتھ ساتھ سنایا گیا۔ اس خطاب میں آپ نے دنیا بھر کی احمدی مستورات کی جانی و مالی اور شاندار جذباتی قربانیوں کا حسین اور ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔

۔● اختتامی خطاب :

تیسرے روز حضور نے اختتامی خطاب نماز ظہر و عصر کے بعد پونے چار بجے شروع کیا جو ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔ اسمیں حضور نے جماعت احمدیہ کے خلاف حکومتِ پاکستان کے جاری کردہ قرطاس ابیض کے اس مرکزی الزام کا جواب دیا کہ " جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی۔"

حضور نے قرآن کریم، احادیثِ نبویہ، اور بزرگانِ سلف کے متعدد حوالہ جات سے ثابت کیا کہ احمدیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے۔

۔● دیگر معلومات :

اس جلسہ میں دنیا کے ۴۸ سے زائد ممالک کے ساڑھے پانچ ہزار کے قریب نمائندگان شریک ہوئے۔ ان تمام نمائندگان کے قیام و طعام کا انتظام جماعتی روایات کے مطابق کیا گیا۔ قریباً ایک ہزار نمائندگان کو جماعت احمدیہ یورپ کے نئے خرید کردہ مرکز "اسلام آباد" کی عمارت میں ٹھہرایا گیا۔ ایک بڑی تعداد کو گیسٹ ہاؤس اور بیت الفضل کے قرب وجوار میں دینی جذبۂ اخوت کے تحت افرادِ جماعت کے گھروں میں ٹھہرایا گیا۔ کچھ لوگوں کو ہوٹلوں میں بھی ٹھہرایا گیا۔

"اسلام آباد" کے ۲۵ ایکڑ رقبہ اور اسکی عمارات کو بھرپور طور پر اس جلسہ کے انتظامات کے لیے استعمال کیا گیا۔ چنانچہ چھ ہزار افراد کے بیٹھنے کیلئے دو بڑی مارکیاں مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ کیلئے نصب کی گئیں۔ دو خیمے کھانا کھانے کیلئے لگائے گئے جہاں مہمانوں کیلئے کھانے کا نہایت پروقار انتظام موجود تھا۔ اس کے علاوہ ۴ CARVANS میں بہت سے افراد نے قیام کیا ایک کھلا میدان کار پارک کے طور پر استعمال کیا گیا۔ عمارات میں سے ایک عمارت نمائش گاہ کیلئے استعمال کی گئی جس میں دنیا کی متعدد زبانوں میں لٹریچر برائے نمائش اور برائے خرید موجود تھا۔

اس کے علاوہ نظامت صفائی نے ہر پہلو سے جلسہ گاہ اور فرودگاہوں کی صفائی کا اہتمام کیا۔

اس جلسہ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ شعبہ ترجمانی کے تحت مردوں اور عورتوں کے جلسہ گاہ میں

اردو تقاریر کا عربی، انڈونیشین اور انگریزی زبانوں میں ساتھ ساتھ ترجمہ سننے کیلئے ہیڈ فون مہیا کئے گئے۔ جلسہ کی ساری کارروائی کی وڈیو فلم اور آڈیو ریکارڈنگ تیار کی گئی۔

مختلف مقامات پر ٹھہرے ہوئے نمائندگان کیلئے COCHES کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا گیا۔ غیر ممالک سے آنیوالے نمائندگان کے استقبال کے لئے جماعت کے رضا کار ہمہ وقت ہوائی مستقر پر موجود رہے۔ جو مہمانوں کو ویگنوں کے ذریعہ بیت الفضل لندن اور اسلام آباد تک پہنچانے کی خدمت بجا لاتے رہے۔ جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات جماعت انگلستان اور دوسرے ممالک سے آئے ہوئے رضا کاروں نے طے کئے۔ جن میں پاکستان سے گئے ہوئے دوستوں نے نمایاں حصہ لیا۔

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی راہنمائی میں مکرم ہدایت اللہ صاحب بنگوی نے افسر جلسہ سالانہ کے فرائض انجام دیئے۔ افسر جلسہ گاہ کی ذمہ داری مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے ادا کی۔ دوران جلسہ حضور ایدہ اللہ کے ۳ خطابات کے علاوہ اردو اور انگریزی میں کل ۱۳ تقاریر ہوئیں جو علماء سلسلہ کے علاوہ بعض یورپین احمدی احباب نے کیں۔

- اخبار وطن (لندن) اور اخبار جنگ (لندن) کی متعدد اشاعتوں میں جلسہ کی تفصیلی خبریں مع تصاویر شائع ہوئیں۔

اخبار جنگ لندن نے اپنی ۹ اپریل کی اشاعت میں لکھا

"اس سہ روزہ اجتماع میں برطانیہ کے علاوہ ۴۸ ممالک سے جماعت کے ارکان نے شرکت کی۔ ایک اندازہ کے مطابق اجتماع میں شریک مرد و خواتین کی تعداد چھ، سات ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اس سے قبل برطانیہ میں اتنا بڑا اجتماع نہیں ہوا تھا .... خواتین کے لیے الگ اہتمام کیا گیا تھا۔ شدید بارش و طوفان کے باوجود جلسہ اختتام تک انتہائی منظم انداز میں جاری رہا"

اخبار وطن اور اخبار جنگ میں جلسہ پر آئے ہوئے مختلف ممالک کے مندوبین کی ایک پریس کانفرنس کی خبر بھی نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی جس میں مختلف ممالک کے ۳۷ نمائندگان نے شرکت کی اور جماعت کے مؤقف کی وضاحت کی۔ اس کانفرنس میں پاکستان کے سابق وفاقی سیکرٹری اطلاعات اور سفیر مسٹر نسیم احمد بھی بطور "فری رائٹر" موجود تھے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی برکات سے سارے عالم احمدیت کو منور فرمائے اور جلد تر اس کے شیریں ثمرات سے ہمیں بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

★

آگے قدم بڑھائے جا!

سالانہ ورزشی مقابلہ جات لاہور ڈویژن

۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء کو شیخوپورہ شہر میں لاہور، سیالکوٹ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، گجرات اور قصور کے اضلاع کی ٹیموں کے مابین۔ کبڈی، رسہ کشی اور والی بال کے مقابلے منعقد ہوئے۔ میدان کی تیاری، مہمان نوازی اور مختلف امور کیلئے شیخوپورہ شہر کی مقامی قیادت نے بھرپور تعاون کیا اور اس پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے ہر ممکن کوشش کی۔ ۲۲ مارچ کو باہر سے تمام کھلاڑی شیخوپورہ پہنچ گئے۔ اور ۲۳ مارچ کو صبح ۹ بجے مکرم نائب امیر صاحب ضلع شیخوپورہ نے اس ٹورنامنٹ کا افتتاح کر کے مقابلوں کو شروع کروایا ہر ضلع کی ایک ایک ٹیم نے ان مقابلوں میں حصہ لیا۔

۱/۲ ۳ بجے شام رسہ کشی کا ایک نمائشی میچ قائدین اضلاع اور قائد صاحب مقامی اور ان کی عاملہ کے مابین ہوا۔ اسکے بعد کبڈی کا ایک فائنل میچ ہوا۔

○ رسہ کشی میں اوّل گوجرانوالہ اور دوم قصور کی ٹیمیں رہیں۔ ○ کبڈی میں ضلع شیخوپورہ کی ٹیم اوّل رہی۔ ○ والی بال کے مقابلہ میں گوجرانوالہ اور گجرات کی ٹیموں نے بالترتیب اوّل اور دوم پوزیشن حاصل کی۔

ٹورنامنٹ کے اختتام پر صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے امتیاز حاصل کرنیوالی ٹیموں میں انعامات تقسیم فرمائے اور خدام کو اپنے قیمتی خطاب سے نوازا۔ آپ نے امتیاز حاصل کرنیوالوں کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ ٹورنامنٹ صد سالہ جشن کی تیاری کا ایک حصہ ہے۔

اس ٹورنامنٹ میں ۶ اضلاع کی چالیس مجالس کے ۳۰۰ خدام نے شمولیت اختیار کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

○ مجلس ربوہ :-

○ ۲۳ مارچ کو ۲۹ مجالس میں اجتماعی نماز تہجد ادا کی گئی ○ ۲۷ حلقہ جات میں مجالس مذاکرہ کا انعقاد کیا گیا۔ ○ ۱۵ مارچ تا ۲۲ مارچ ہفتہ تحریک جدید منایا گیا دوران ہفتہ ۴۸ دفتر اوّل اور ۷ دفتر دوم کے بند کھاتے دوبارہ جاری کروائے گئے۔ ○ ۳۵ خدام جو پہلے تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل نہیں تھے انہیں شامل کیا گیا۔ ○ ۳۳ حلقہ جات میں تحریک جدید کے جلسے ہوئے جن میں مطالبات تحریک جدید کے عنوان پر تقاریر ہوئیں۔ ○ وکالت دیوان کی طرف سے ملنے والے سرکلرز زعماء کو پہنچا کر اس سلسلہ میں خصوصی مساعی کی گئیں۔ ○ ۲۹ مارچ یوم صحت اور انفرادی وقار عمل کے دن کے طور پر منایا گیا۔ ○ آل ربوہ والی بال، کبڈی اور رنگ کے ٹورنامنٹ کروائے گئے۔ ○ تین خدام نے خون کا عطیہ دیا۔

قرارداد ہائے تعزیت

ہمارا آج کا اجلاس مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب ابن چوہدری عبدالستار صاحب امیر ضلع نواب شاہ کی المناک وفات پر اظہار تعزیت کیلئے منعقد ہو رہا ہے۔

آپکو ایک شقی القلب نوجوان نے ۸۵/۴/۷ بروز اتوار بوقت ۱۰/۱ بجے صبح پستول سے فائر کر کے قتل کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

مکرم امیر صاحب پر یہ حملہ اسوقت ہوا جب آپ حسب معمول ۱۰ بجے گھر سے نکلنے کے بعد اپنی فیکٹری مہران جننگ کاٹن فیکٹری پہنچے۔ بعد ازاں وہاں سے ۱۰/۱ بجے اپنی آڑھت کی دکان پر تشریف لے گئے آپ کا منشی اور دیگر چند افراد بھی دکان میں آپ کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک نوجوان دکان میں داخل ہوا اور قریب سے دل کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ جس سے مکرم امیر صاحب چند منٹ میں ہی اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ بوقت وفات آپکی عمر ۵۵ سال تھی۔

آپ بہت ہی متوکل علی اللہ، درویش صفت، نیک سیرت، ملنسار، خادم دین، تہجد گزار، محنتی اور فرض شناس تھے حضرت فضل عمر کے انتہائی شیدائی تھے۔ حضور کا کوئی بھی حکم ہو جب تک اسپر عمل نہ کر لیتے چین سے نہ بیٹھتے۔ آپ کی باتوں پر اتنا یقین تھا کہ عام آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا چنانچہ ۱۹۵۴ء میں جب آپ سخت مشکلات میں تھے - حضور نے فرمایا کہ "سندھ چلے جاؤ"، فوراً سندھ کو روانہ ہو گئے۔ اس وقت انکی جیب میں اکیس روپے تھے۔ وہ بھی ادھار کے۔ بعد ازاں خدا نے اتنا نوازا کہ لاکھوں کے مالک ہوئے (فالحمد للہ علی ذالک)

خود تہجد پڑھتے اور والدہ محترمہ کو بوقت تہجد وضو وغیرہ کرواتے۔ نہایت غریب پرور تھے خواہ کوئی احمدی ہو یا غیر احمدی سخاوت کا دامن ہر ایک کیلئے وسیع تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کیا اپنے کیا پرائے پورے شہر نے آپکی وفات پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا۔ مرحوم بھائی کو جماعتی کاموں سے انتہائی لگاؤ تھا۔ آپ سالہا سال سے جماعت احمدیہ بھریا روڈ کے صدر رہے۔ اب گزشتہ چھ ماہ سے آپ امیر ضلع نواب شاہ کے فرائض ادا کر رہے تھے۔ ہر مجلس میں اور جماعت میں جاتے۔ میٹنگ بلواتے۔ خود جماعت کی خدمت کرتے اور دوسروں کو جماعت کی خدمت کی طرف توجہ دلاتے۔ جماعتی کاموں پر چندوں کے علاوہ بے دریغ روپیہ خرچ کرتے اور ہمیشہ اپنے دوست احباب کو چندوں میں اضافہ کی ترغیب دلاتے رہتے۔

اس غم واندوہ اور جانکاہ واقعہ کی وجہ سے ہمارے دل حزیں اور آنکھیں اشکبار ہیں لیکن ہم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زبانِ مبارک سے یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دیتے ہیں کہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

چوہدری صاحب موصوف نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے دو بیٹیاں اور ایک اہلیہ چھوڑی ہیں اور والدہ صاحبہ بھی بقید حیات ہیں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ آپکی قربانی کو قبول فرمائے آپ کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ چوہدری صاحب مرحوم کی والدہ صاحبہ، اہلیہ محترمہ، آپکے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں نیز دیگر افراد خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

والسّلام

ہم ہیں

اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(۲)

ہم جملہ ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم شیخ کریم الدین صاحب قائد ضلع بہاولنگر کی والدہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دلی تعزیت کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقامات سے نوازے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم ہیں

ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

KHALID RABWAH

Regd. No. L5830 EDITOR MUNIR AHMAD JAVED MAY 1985